سلسلہ تصوف نمبر ۱۹

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْن

اردو ترجمہ کتاب

اسرار الطریقت

از تصنیف لطیف قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین سرتاج مشتاقان غوثیہ

وفخر عاشقان قادریہ عالیجناب حضرت شاہ محمد غوث بن سید حسن قادری

رحمۃ اللہ علیہ

مترجمہ

جناب مولانا مولوی عبدالکریم صاحب

جسکو

ملک فضل الدین ککے زئی تاجر کتب قومی مالک اخبار اشاعت بازار کشمیری

لاہور نے

حسب ضابطہ رجسٹری کراکر

نولکشور گیلانی پرنٹنگ ورکس لاہور میں طبع کرایا

قیمت چار آنے ۴ر

تصوف کی سر پا کی ہمت کتابوں کا سلسلہ

عین الفقر

یہ کتاب لطیف پُر از اسرارِ الٰہی عاشقوں کی جان صادقوں کا ایمان حضرت سلطان باھو قادری قدس سرہ العزیز کی اعلےٰ تصنیفات سے ہے جس میں مصنف علیہ الرحمۃ نے نہایت شرح و بسط کے ساتھ مسائل تصوف کو بیان فرمایا ہے۔ لہٰذا آگاہی ناظرین کیلئے چند مضامین درج ذیل کرتے ہیں جو اس کتاب بے بہا میں ہیں۔ حمد نعت۔ سبب تالیف۔ نام کتاب۔ شرح کامل و مرشد ناقص۔ سالک مجذوب و مجذوب سالک علم دین و علم دنیا۔ ذکر سری کا بیان اور اسکی فضیلت منظوم ہے۔ علم ظاہر سے علم باطن کا حصول۔ فقر کے مقامات۔ فقر آزادی سے نہیں بلکہ علم و عمل اور شریعت و طریقت کو جمع کرنے سے ہوتا ہے۔ شرح ہر دو اسم اللہ و توحید فنا فی اللہ۔ ذکر اللہ کے فتوحات کا ذکر۔ اسم اللہ ہر جاندار کی سانس سے اسم ھُو نکلتا ہے۔ کہ نفس کی وراثت کی مخالفت حصول کمال کیلئے ریاضت و مشقت۔ مرشد کامل کی مثال اور اسکی ضرورت عشق حقیقی و عشق مجازی۔ عبادت میں ح جو ذکر جب نفس فنا ہو جاتا ہے تو نفسانیت کا خاتمہ بالکل نہیں رہتا۔ مرشد کامل کی گردانی ذکر اللہ کی شان۔ توحید مطلق۔ خلاف شرع گمراہی ہے۔ تجلیات و تحقیق مقامات نفس ماسوا اللہ وغیرہ۔ تجلی کے اقسام اور اسکے مقامات۔ ذکر مشاہدہ و عشق الٰہی کے لوازمات۔ مرشد و طالب کی خصوصیات۔ انسان کے وجود میں اسکے مقامات۔ صاحب باطن صاحب ظاہر۔ صاحب نظر صاحب نظر تامین کا بیان اور استقبال عارف دنیا و عارف عقبےٰ و عارف مولےٰ۔ حقیقت استغراق معارف پر کشف و کرامات کا بند ہونا۔ مرشد کا مرید کیلئے آئینہ ہونا۔ مراتب علم و معرفت۔ لطیفہ سے مخالفت اور اسکے زیر کرنیکا بیان معہ تمثیل۔ فقیری کی شناخت اکرتی ہے۔ نفس شیطان اور دنیا کی مثال۔ نفسانیت اور اسکا نتیجہ۔ ابلیس نفس اور دنیا کا اتفاق اتصال۔ فقر فنا و فقر بقا و فقر مختلف۔ شریعت طریقت حقیقت کی مثال۔ زندہ دل اور مردہ دل۔ ذکر فقہا و فقرا۔ علم رحمانی اور علم شیطانی۔ مذہب علم۔ الفقر فخری کے معنی۔ خانہ نفس۔ قوی کو چھوڑ کر ضعیف کی طرف و غنی کو چھوڑ کر مفلس کی طرف رجوع کرنا خلاف عقل ہے۔ فقر میں کون کون سے مقام پیش آتے ہیں۔ ذکر مراقبہ و خندہ و خواب جواب برزخ و تعبیر غرق بوحدت۔ ذکر روحی اور ذکر سری۔ مراقبہ اور اس کی منزلیں۔ مراقبہ کی مثال۔ مراتب مراقبہ۔ تفکر کی اقسام عشق و محبت۔ لطیفہ صحابہ کرام کی مثال۔ خاتمہ کتاب وغیرہ۔ جو صاحب علم تصوف کے شائق ہوں اُن کا فرض ہے کہ اس دُر بے بہا کو خرید فرماویں۔ یہ کتاب نہایت عمدہ خوشخط اردو میں ترجمہ ہو کر چھپ گئی ہے منگوائیں اور اسکے مطالعہ سے حظ اٹھائیں۔ قیمت ایک روپیہ ... ... عمر

مجالسۃ النبی

یہ رسالہ بھی حضرت سلطان باھو قدس سرہ العزیز کی تصنیف لطیف سے ہے جس کا نہایت سلیس اردو ترجمہ کیا گیا ہے۔ اسمیں بھی حضرت نے عمدگی سے بعض مسائل تصوف کو بیان فرما کر طالبان خدا اور عاشقان محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کیلئے ایک احسان عظیم فرمایا ہے۔ اس کتاب میں جو جو مضامین ہیں اُن کو آگاہی ناظرین کے لئے درج ذیل کیا جاتا ہے تاکہ ناظرین بعد ملاحظہ مضامین مندرجہ کے اس کتاب کو خرید فرماویں۔ حمد نعت۔ کتاب لکھنے کی وجہ اور اسکی منفعت۔ اس رسالہ کے پڑھنے والے کو اس سے نفع پہنچنا۔ تزکیہ نفس مقام قلب روح وغیرہ کا بیان۔ معرفت الٰہی کا علم سے حاصل ہونا اور علم ظاہر باطن کی مثال۔ مراقبہ کا تفصیلی بیان۔ مقام فنا فی الشیخ و مقام فنا فی الرسول کی شناخت۔ انسان کے وجود میں مقامات نفس وغیرہ۔ فقیری بغیر علم کے مذموم ہے۔ تصور اسم اللہ کی تاثیر اقسام بچوں و ذکر کا جاری ہونا۔ ذکر قلبی کی شناخت۔ انسان کے وجود میں بعض عناصر کی مثال۔ یہ نفس کہاں سے پیدا ہوتا ہے۔ انسان کے وجود میں مقامات نفس و حس کی اقسام۔ روح پاک روح ناپاک۔ شرح پیر و مرشد وغیرہ۔ قیمت چار آنے ... ... ۴؍

گنج الاسرار

یہ رسالہ بھی حضرت سلطان باھو قدس سرہ العزیز کی تصنیف سے ہے جو طالبان الٰہی کی خاطر اس کا ترجمہ بھی فارسی سے اردو میں کیا گیا ہے اسمیں مندرجہ ذیل مضامین ہیں۔ حمد۔ نعت۔ رسالہ کے لکھنے کا سبب۔ سلوک کے مقاصد۔ طریقہ قادریہ کی فضیلت۔ طریقہ قادریہ کے اقسام۔ یاد الٰہی سے غافل رہنے کا نام دنیا اور اسکی بحث۔ طریقہ قادریہ معرفت الٰہی کے خزانہ۔ سخاوت کی منفعت اور اسمیں دنیا کی بے تعلقی کا ظہور جو فقر کا ایک رکن اعظم ہے۔ مرشد کی اقسام۔ مرشد بنانا کوئی آسان کام نہیں۔ مطلب طریقہ قادریہ کے ابتدائی مراتب۔ حُب دنیا سے طالب کے دل میں کیا کیفیت پیدا ہوتی ہے۔ حُب دنیا کے متعلق ایک حکایت۔ کل دنیا کے حق میں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ کا قول۔ شرح نفس پر دمی حالت سے واقف رہتا ہے۔ فقیر کو جلال و جمال دو نوع مقامات سے گذرنا چاہئے۔ فقیر کے وجود میں ذکر کے آثار سماع کا بیان۔ فقیر فنا فی اللہ کو ہوا و ہوس سے کچھ سروکار نہیں۔ تائید دنیا کی نسبت جناب سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد۔ طالب اللہ کو فقیر کامل کی طرف رجوع کرنا چاہئے۔ ذکر دوام و فکر تمام کی شرح اور اسکی فضیلت۔ خاتمہ کتاب۔ قیمت چار آنے ... ... ۴؍

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اسرار الطریقت

نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

بیحد حمد اور بے شمار تعریف اس واجب الوجود کے لیئے سزاوار ہے جس نے تمام اشیار کو وجود عطا کیا بلکہ یوں سمجھو کہ اپنی ذات کو جلوہ نما کیا۔ درحقیقت ہر چیز میں اُسی کے صفاتی جلوے نظر آتے ہیں۔ اور بے نہایت درود اس اشرف المخلوقات خلاصہ موجودات کی ذاتِ پاک پر کہ تمام دنیا اسی بہت بڑے مظہر الٰہی کا پرتو ہے اور اُسکی آل و اصحاب پر جو حضور علیہ الصلوٰۃ تک پہنچنے کا ذریعہ اور واسطہ ہیں۔ صلی اللہ علیٰ خیر خلقہ محمد و آلہ و اصحابہ اجمعین +

اس کے بعد خاکسار محمد غوث بن سید حسن قادری اہل طریقت کی خدمت میں عرض کرتا ہے کہ اِس عاجز نے اپنے والد ماجد اور بعض دیگر بزرگوں سے جب اِس راستے یعنی راہ طریقت کے متعلق مستفید ہونے کا ارادہ کیا اور اپنی لیاقت اور نصیب کے مطابق اُن سے حاصل بھی ہو گیا تو دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ سلوک کی ابتدائی باتوں اور اُن کے حقائق کو قلمبند کروں شاید کہ پڑھنے والا اِسے فائدہ اُٹھا کر بندہ کے حق میں دُعائے خیر کرے۔ ہر چند اِس مضمون کے بیان سے کوئی خاص فائدہ ملحوظ نہیں ہو سکتا کیونکہ ہر ایک سالک اپنی اپنی سمجھ اور لیاقت کے مطابق اس

مطلوب کی نسبت الگ الگ نشان بتلاتا ہے اور سچ تو یہ ہے کہ اُسکی کُنہ کا پتہ آجتک کسی کو لگا ہے اور نہ لگ سکتا ہے چنانچہ خواجہ حافظ شیرازیؒ فرماتے ہیں ۔

در رہِ عشق نشد کس بہ یقیں محرمِ راز
ہر کسے بر حسب فہم گمانے دارد

لیکن چونکہ انسانی صفات خدائی صفتوں کے ظل اور آئینہ ہیں اور درحقیقت بندہ کی اپنی نہ تو کوئی ذات ہے اور نہ صفت ۔ مولوی نظامیؒ کیا خوب فرماتے ہیں ۔

بنیاوردم از خانہ چیزے نخست
تو دادی ہمہ چیز و من چیزِ تست

جو کچھ ہے اُسی کا ہے ۔ پس اِس امر کے اظہار کا ارادہ بھی اُسی طرف سے سمجھو اسی بنا پر اِس بیان کی طرف متوجہ ہونا پڑا ۔

رشتۂ در گردنم افگندہ دوست
می برد ہر جا کہ خاطر خواہِ اوست

واضح ہو کہ مبتدی کے لیئے دو چیزیں لازمی ہیں ۔ ایک تو ذکرِ دوام (ہر وقت اسی کی دھن میں رہنا) ۔ دوسرا فکرِ تام ۔ ذکر سے شوق و محبت پیدا ہوتی ہے اور فکر سے فنا (ہر قسم کے علائق ماسوے اللہ کو توڑ کر اُسی کا ہو رہنا) اور معرفت ۔ ذکر کی پھر کئی قسمیں ہیں ۔ جو کچھ بھی مرشد کامل فرماوے اُسکی بدل تعمیل واجب ہے اِس سے ضرور فائدہ ہوتا ہے ۔ جب سالک کے قلب پر ذکر جاری ہو جاتا ہے ۔ تو بند بند ۔ رگ رگ بلکہ اُس کے وجود کا ذرہ ذرہ ذاکر بن جاتا ہے اور یہاں تک نوبت پُہنچ جاتی ہے کہ اعضا اور عروق کا ذکر مسموع اور محسوس ہونے لگتا ہے بلکہ دنیا کی تمام دیگر اشیاء اور ذراتِ عالم کے ذکر کو سُن سکتا ہے ۔ اس سے اسکو بڑا ہی حظ اور لُطف حاصل ہوتا ہے اور تجلیات اور انوارالٰہی اسکو نظر آتے ہیں بلکہ اسپر نازل ہوتے ہیں اور خدا کے سوا ہر قسم کے تعلقات سے آزاد ہو جاتا ہے اسکو ہر وقت اسی کی لَو لگی رہتی ہے ۔

فکر وہ ہے کہ اس کی قوتِ متخیلہ ہر وقت ذاتِ باری کی طرف متوجہ رہے غیر اللہ سے مطلق خالی رہے اور ہر وقت اسی کے خیال میں مستغرق رہے ۔ ہر دم ہر آن اُسی کا دھیان رہے ۔ یہاں تک کہ اپنے معمولی دنیاوی کاموں میں بھی مشغول ہو تو

اس طرح کہ دل بیار و دست بکار۔ غرضکہ اسکی باطنی نسبت میں ذرا بھی خلل واقع نہونے پائے۔ لیکن فرصت کے وقت یہ باطنی نسبت اسقدر غالب رہنی چاہیئے کہ نہ صرف خود کو بلکہ دنیا و مافیہا کے خیالات کو صفحۂ دل سے حرف غلط کی طرح مٹا دے۔ دیگر معاملات میں مصروفیت کے وقت اگر باطنی نسبت غالب نہ رہے تو دُور بھی نہ ہو جائے۔ اکابر علماء کی توحید یہی ہے کہ دل ماسوے اللہ سے خالی ہو۔ چنانچہ فرماتے ہیں۔ ؎

توحید بعرف صوفے صاحب سیر
تخلیص دل از توجہ اوست بغیر

اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ سالک کو شریعت۔ طریقت۔ حقیقت اور معرفت میں سے ہر ایک پر عمل کرنا لازم ہے۔ ان میں سے ہر ایک کو جُدا جُدا فصلوں میں بیان کیا گیا ہے۔

فصل ۱ — اعمالِ شریعت کے بیان میں۔ اگرچہ شرعی احکام و افعال کی پابندی ضروری ہے اور وہ تمام فقہ کی کتابوں سے معلوم ہو سکتے ہیں لیکن بعض باتیں جو سنون ہیں اور جن کی بجاآوری میں عموماً سہل انگاری ہو رہی ہے میں یہاں لکھوں گا۔

اوّل سالک کو مناسب ہے کہ حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی اطاعت کی کوشش کرے اور ہرگز آپ کے جادۂ اطاعت سے قدم باہر نہ رکھے۔ اور اعمال و افعال و اقوال میں جناب رسالت مآب کی پیروی کی کوشش کرے۔ نماز اوّل وقت میں جماعت کے ساتھ مسجد میں جاکر پڑھے [illegible] سے اوّل صف میں کھڑا ہو لیکن ایسا بھی نہ ہو کہ کسی دوسرے کو اذیت پہنچاکر پہلی صف میں کھڑا ہو۔ آدھی رات کو نیند سے بیدار ہوکر نماز تہجد پڑھے آٹھ یا بارہ رکعت پڑھے۔ قرأت جس قدر زیادہ لمبی ہو بہتر ہے۔ بعض بزرگ ایک رکعت میں سورۂ **یوسف** اور دوسری میں سورۂ **مزمّل** اور بعض بارہ دفعہ سورۂ **اخلاص** ہر رکعت میں ایک ایک کم کرکے پڑھتے ہیں۔ اور سب سے بہتر طریق وہ ہے جو **حضرت غوث اعظم** رضی اللہ عنہ کا معمول تھا جو آگے چلکر بیان کیا جاوے گا۔ وتر تہجد کے بعد پڑھے جائیں تو بہتر ہے اور تہجد میں قرأت جتنی لمبی ہو بہتر ہے کیونکہ نماز میں قرآن کا پڑھنا افضل ہے اور نیند سے بیدار ہوکر یہ دعا پڑھے۔

اَللّٰھُمَّ اَنْتَ قَیِّمُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَنْ فِیْھِنَّ وَلَکَ الْحَمْدُ اَنْتَ

نورالسمٰوات والارض ومن فیھن ولك الحمد انت ملك السمٰوات والارض ومن فیھن ولك الحمد انت الخالق السمٰوات والارض
وفیھن ولك الحمد انت الحق ووعدك حق وقولك حق ولقائك حق
والجنة حق والنار حق ومحمد حق والنبیون حق والساعة حق اللھم
اسلمت وبك امنت وعلیك توكلت وعلیك انبت وبك عاصمت
وعلیك حاكمت فاغفرلی ما قدمت وما اخرت وما اسررت وما اعلنت
وما انت اعلم به منی انت المقدم وانت المؤخر لا الٰه الا انت وان فی
خلق السمٰوات والارض ؞

اور نماز تہجد کے بعد تسبیح و تہلیل و تحمید میں لگ جاوے کیونکہ یہ قبولیت دعا کا وقت ہے اور صبح کی نماز مسجد میں جماعت کے ساتھ پڑھے اور صبح کی نماز سُنّت کو گھر میں پڑھ لے تو بہتر ہے کیونکہ جناب پیغمبر صاحب علیہ الصلوٰۃ والسلام ایسا ہی کیا کرتے تھے ۔ اور صبح کی نماز سُنّت کے بعد داہنے پہلو پر ذرا لیٹ جانا بھی سنّت ہے ۔ اور نماز فجر کے بعد ذکر و فکر و تسبیح و تہلیل و تحمید و استغفار اور درود میں مشغول ہو یہاں تک کہ سورج بقدر ایک یا دو نیزہ کے بلند ہو جاوے اس کے بعد نماز اشراق کی آٹھ یا چار کم از کم دو رکعت ہی پڑھے کیونکہ ثواب بہت ہے اور حدیث شریف میں اسکی بڑائی اور فضیلت کے متعلق بہت کچھ لکھا ہے ۔ اور صبح سے لیکر اشراق تک بلکہ تہجد سے لیکر اشراق تک ذکر میں مشغول رہے اور اس اثنار میں غیر ذکر الٰہی زبان سے کوئی کلمہ نہ نکالے ۔ سورج کے گرم ہونے کے بعد قریباً ڈیڑھ پہر دن گذرے ممکن ہو تو بارہ یا آٹھ رکعت نماز ضحٰے (نماز چاشت) پڑھے اور قرءت سے جو کچھ پڑھے مضائقہ نہیں ہے اور نماز ظہر کے بعد بجائے دو رکعت سنّت کے اگر چار رکعت پڑھے تو بڑا ثواب ہے اور حدیث شریف میں آیا ہے من صلی بعد الظهر اربعاً وجب له الجنة اور نماز عصر سے پہلے بھی چار رکعت پڑھنا مستحب ہے اور نماز عشا کے بعد بھی چار رکعت مستحب ہے اور مغرب کے بعد صلوٰۃ اوّابین بھی مستحب ہے ۔ بعض روائتوں میں بیس اور بعض میں چھ رکعتیں آئی ہیں ۔ اور حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو کوئی یہ نماز پڑھے اس کے لئے بہشت میں گھر بن جاتا ہے ۔ اور دن یا رات میں جب کبھی ممکن ہو نماز تسبیح پڑھا کرے حدیث میں آیا ہے کہ جو شخص نماز تسبیح کی چار رکعت پڑھے اُس کے کل چھوٹے بڑے

نئے اور پرانے قصور جو اُس سے اراداتاً خواہ سہواً سرزد ہوئے ہوں بخشے جاویں گے اس نماز کے ہر رُکن کے شروع اور آخر میں کلمۂ تمجید دس دفعہ اور قیام میں قرٔت کے بعد پندرہ دفعہ اور قومہ اور جلسہ کی حالت میں بھی اسکو دس دس دفعہ پڑھنا چاہیئے پھر سجدۂ ثانیہ کے بعد ہر رکعت میں دس دفعہ پڑھکر قیام کرے یہاں تک کہ تشہد پڑھے یہ بہت ہی صحیح روایت ہے - اگرچہ بعض روائتوں میں یہ بھی لکھا ہے کہ سجدۂ ثانیہ کے بعد دوسری رکعت میں پڑھے اور قیام کی حالت میں پچیس دفعہ پڑھے - اور نفلوں میں رکوع اور سجود اور پہلی رکعت میں قرٔت سے پہلے وہ دُعائیں جو حدیث شریف میں آئی ہیں (ادعیہ ماثورہ) پڑھا کرے - اور وتروں میں دونو دعا قنوت پڑھنی چاہیئے - ایک تو اَللّٰھُمَّ اِنَّا نستعینُکَ الخ - دوم اَللّٰھمّ اِھد نی فیمن ھدیت وعافنی فیمن عافیت وتولنی فیمن تولیت وبارکنی فیمن اعطیت وقنی شرما قضیت انك تقضی ولا یقضی علیك انه لایذل من والیت ولا یعز من عادیت تبارکت ربنا وتعالیت استغفرك واتوب الیك وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقه محمدٍ واٰله اجمعین اور یہ دعا حضرت رسالت پناہ نے حضرت امام حسین علیہ السّلام کو سکھا کر فرمایا کہ وتروں میں پڑھا کریں - اور وتروں کے بعد سورہ تبارك الّذی اور سورہ سجدہ پڑھا کرے کیونکہ وہ مسنون ہے اور اسکا بڑا ثواب ہے - اگر ان سورتوں کو جو تسبیح سے شروع ہوتی ہیں پڑھے تو زیادہ بہتر ہے - اور سونے کے وقت یہ دعا ماثورہ پڑھے اللّٰھمّ انت رب السّمٰوٰات وربّ الارض وربّ کلّ شیءٍ وخالق الحب والنوی ومنزل التوریت والانجیل والفرقان اعوذبك من شرّ کلّ ذی شرٍ انت اخذ بنا صیته انت الاوّل فلیس قبلك شیءٌ وانت الاخر فلیس بعدك شیءٌ وانت الظّاھر فلیس فوقك شیءٌ وانت الباطن فلیس دونك شیءٌ اقض عن الدّین واغننی من الفقر - نیز یہ بھی پڑھے - اللّھم انّی اسلمت نفسی الیك وفوضت امری والجات ظہری الیك رغبة الیك لاملجاء ولا منجاءَ منك الا الیك - اللّھم انی اٰمنت بکتابك الّذی انزلت علٰی نبیّك الّذی ارسلت - اور وضو کر کے سوئے بلکہ ہر وقت باوضو رہنا ضروری ہے اور ہر قسم کی لغو گوئی اور بے فائدہ کام کو چھوڑ دے - اور جس کام کے کرنے کا

ارادہ کرے اوّل نماز استخارہ اور دعائے استخارہ پڑھ لیا کرے کیونکہ حدیث
میں ہے ماندم من استخارۃ اِس طرح پر کہ نئے سرے سے وضو کرے۔ نماز
استخارہ کے دوگانہ نفل پڑھے۔ پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد سورہ قل
یاایہا الکافرون اور رکعت دوم میں سورہ فاتحہ کے بعد سورہ اخلاص پڑھے۔ اور
سلام کے بعد یہ دعا پڑھے اللّٰھم انی استخیرک بعلمک واستقدرک
بقدرتک وفضلک فانک تعلم ولا اعلم وتقدر ولا اقدر وانت علّامُ
الغیوب اللّٰھم ان کنت تعلم ان ھٰذا الامر خیر لی فی دینی ومعاشی و
عاقبت امری عاجلہ وآجلہ فبشرہ لی وبارک لی فیہ وان کنت تعلم
ان ھٰذا الامر شر لی فی دینی ومعاشی وعاقبۃ امری وعاجلہ وآجلہ
فاصرفہ عنی واصرفنی عنہ واقدر لی الخیر حیث کان ثم اختنی بہ برحمتک
یا ارحم الراحمین ٭

واضح ہو کہ یہ استخارہ حضرت نبی علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام سے ثابت ہے
کہ اس استخارہ میں طلب خیر ہے یعنی یہ کہ اگر اس کام میں بھلائی ہو تو کام پورا ہو
ورنہ مجھ سے دور کیا جاوے۔ پس اس استخارہ میں یہی فائدہ ہے کہ اگر اِس کام میں
بھلائی ہوگی تو پورا ہوگا ورنہ پورا نہ ہوگا اور کچھ بھی پتہ نہیں لگیگا۔ اور زیادہ سے زیادہ
آٹھ دن تک کرے ضرور کچھ معلوم ہو رہیگا۔ اور بعض بزرگ نماز استخارہ اور اسکی دعا
ہر روز پڑھتے ہیں۔ اور اس سے کوئی خاص غرض ان کی نہیں ہوتی۔ اِن لفظوں سے
اظہار مطلب کرتے ہیں "ماکنت تعلم انہ خیر لی فی دینی ودنیائی ومعاشی
وعاقبۃ امری عاجلہ فبشرہ لی وبارک لی فیہ" الیٰ آخرہٖ۔ اور بزرگوں کا
استخارہ یہ ہے کہ عشا کے بعد نیا وضو کر کے حسب دستور سابق دو رکعت نفل پڑھے
سَو دفعہ درود شریف پڑھے۔ اسکے بعد "یاعلیم" "یاظاہر" "یامبین" کا اسم ہزار ہزار بار
پڑھے۔ اور امر مطلوبہ کو ذہن میں رکھکر کہے کہ اے خدا جو کچھ اس معاملہ میں میرے لیئے
حُکم ہو اور میری بہتری ہو مجھے معلوم ہو جاوے۔ اور اس کے بعد کسی سے کچھ نہ بولے
قبلہ کی طرف مونھ کر کے دائیں پہلو پر زمین پر سو جاوے۔ بدھ۔ جمعرات یا جمعہ کی
رات کو ضرور کچھ نہ کچھ ظاہر ہوگا۔ ان نفلوں کے بعد اگر "یاہادی" "یارشید"

ہزار ہزار دفعہ پڑھے اور اسی طرح سو جاوے تو اُسکو بھی معلوم ہو جائیگا اور مغرب کے بعد نماز صلوٰۃ الاسرار پڑھا کرے - ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد گیارہ دفعہ سورۂ اخلاص پڑھے اور اسکا ثواب حضرت غوث اعظم کے روح مبارک کو پہنچاوے - اس کے بعد بغداد شریف کی سیدھ میں جو قبلہ اور قطب کے مابین واقع ہے گیارہ قدم بڑھے اور ہر قدم پر آپ کا نام لے کہ اے حضرت شیخ عبد القادر جیلانی صاحب میری حاجت روائی میں مدد فرمائیے - گیارہ قدم بڑھکر کھڑا ہو جاوے اور عرض طلب کرے اور پھر بغیر اسکے کہ پیٹھ پھیرے اپنی جگہ پر بیٹھ جاوے - اور یا شیخ عبد القادر جیلانی شیئاً للہ ایکسو گیارہ دفعہ پڑھے - اور بعض رسالوں میں یہ دو رکعت نماز اَور طرح پر لکھی ہے جو کتاب ہٰذا کے اخیر پر لکھی جاوے گی - اور وضو اور نہانے کے وقت کلمہ شہادت پڑھا کرے - اور اگر نفلوں خاصکر تہجد میں ادعیہ ماثورہ پڑھے تو بہتر ہے کیونکہ یہ محبت اور اطاعت کا نتیجہ ہے - چنانچہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ جناب رسول صلعم تکبیر کے بعد اور قرأت سے پہلے یہ آیت پڑھتے تھے - اِنّی وجّھت وجھي لِلّذی فطر السّمٰوٰتِ والارض حنیفا وما انا مِنَ الْمشرکِیْن - ان صلواتی ونسکی ومحیائ ومماتی للہ ربّ العالمین لاشریک لہٗ وبذالک امرت وانا اوّل المسلمین -

اگرچہ آیت میں انا اول المسلمین ہے لیکن اس میں ہر ایک کو پڑھنا باعثِ ثواب ہے - اللّھمّ انت الملک لا الٰہ الا انت ربّی وانا عبدک وعملت سوءٍ وظلمت نفسی واعترفتُ بذنبی واغفر لی ذنوبی جمیعاً اِنّہ لایغفر الذّنوب الّا انت واھدنی لاحسن الاخلاق وتصرف عنی سیئھا الا انت لبیک وسعدیک والخیر کلہ بیدیک ومنک والشر لیس الیک انابک والیک تبارکت ربّنا وتعالیت استغفرک واتوب الیک - اللّٰھمّ باعد بینی وبین خطایائی کما باعدت بین المشرق والمغرب - اللّٰھمّ اغسل عنی خطایائی بالماء والثلج اللّٰھمّ نقنی من الذّنوب کما نقیت الثوب الابیض من الدنس اللہ اکبر کبیراً والحمد للہ کثیراً وسبحان اللہ بکرۃً واصیلاً - سُبحانکَ اللّٰھمّ وبحمدک وتبارک اسمک وتعالیٰ جدّک الخ اور رکوع میں تسبیح کے بعد

فرماتے تھے - اللھم رکعت وبک اٰمنت ولک اسلمت وخشع لک سمعی و
بصری ومخی وعصبی رکع لک سوادی وخیالی واٰمن بک فوادی ابوءُ لک
بہ نعمتک علی وابوء بذنبی فاغفر لی ذنوبی اللھم انی اُعُوذ برضائک من
سخطک وبمعافاتک من عقوبتک - اور قومہ میں فرماتے تھے - اللّٰھُمَّ ربّنا
لک الحمد بملاء السمٰوات والارض ومابینھما وملاء ما شئت وما علمت
من شیٔ بعد انت اہل الثناء والمجد - اور سجدے میں فرماتے تھے -
اللھم سجدت وبک اٰمنت ولک اسلمت سجد وجھی للّذی خلقہ وصورہٗ
وشق سمعہ وبصرہٗ تبارک اللہ احسن الخالقین - اللّٰھم اغفرلی ما قدمت
وما اخرت وما اعلنت وما اسررت وما انت اعلم بہ منی انت المقدم
وانت المؤخر لا الٰہ الا انت - اور حدیث میں اَور بھی بہت سی دعائیں لکھی ہیں
جتنا ہو سکے پڑھے - اور جلسہ میں اللّٰھم اغفرلی وارحمنی وعافنی واھدنی
وارزقنی پڑھنا چاہیئے اور صبح کی نماز سنّت اور فرض کے درمیان یہ دُعا پڑھنی
چاہیئے - اللھم اجعل فی قلبی نوراً وفی سمعی نوراً وفی دمی نوراً وفی عظامی
نوراً وفی مخی نوراً وفی جلدی نوراً وفی شعری نوراً وعن ایامی نوراً ومن
خلفی نوراً وعن یمینی نوراً وعن شمالی نوراً ومن تحتی نوراً ومن فوقی نوراً
واعظم لی نوراً وجعلنی نوراً سبحان خالق النّور -

اور واضح ہو کہ آنحضرت صلعم پر درود بکثرت پڑھے کیونکہ اِس سے نہ صرف
گناہ ہی معاف ہوتے ہیں بلکہ ہر قسم کے دینی و دنیاوی مطالب بر آتے ہیں - اور
قرآن شریف کی ٹہوی تلاوت کرنی چاہیئے اور دنیا داروں کی ہمنشینی کسی دنیاوی
مطلب کے لیئے نہ ہو - اور بدعتیوں اور جاہلوں کی صحبت سے پرہیز کرے اور
لوگوں سے بہت کم میل جول رکھے اور حدیث اور فقہ کی کتابیں زیر نظر رکھے اور
اگر فقہ کا قول حدیث کے موافق ہو تو بہتر ہے - اور غیبت - جھوٹ - حسد - کبر
کینہ - کنجوسی - غرور اور ریاکاری سے بچا رہے -

نمازِ تہجد - اس نماز تہجد کے پڑھنے کا طریق جو حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی
نے پڑھی ہے - پہلے دوگانے کی ترتیب اور نیت یہ ہے نویت ان اصلی للہ تعالیٰ

رکعتین صلوٰۃ التہجد لجمیع الخیرات والحسنات وقبول الطاعات ومتابعۃ النبی اشرف المخلوقات صلی اللہ علیہ وسلم متوجھاً الیٰ جھتہ الکعبۃ الشریفۃ اللہ اکبر۔ اور پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد چھ دفعہ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔ اور دوسری رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد چھ دفعہ ربنا اٰتنا فی الدنیا حسنۃً وفی الاٰخرۃ حسنۃً وقنا عذاب النار پڑھے۔ اور سلام پھیرنے کے بعد یہ دعا پڑھے۔ اللّٰھم صلِّ علیٰ محمدٍ و علیٰ اٰل محمد وبارک اللّٰھم ربنا تقبلنا واسعد واجعلنا تحت رضاءِ سعاداتک و اعصمنا من الاعداء فی قبتِ وعظمتک واننا نسیم فرات محبتک ونعیم قربتک یا ارحم الراحمین وصلی اللہ علیٰ خیر خلقہ محمد و اٰلہ الطیبین برحمتک یا ارحم الراحمین۔

دوسرے دوگانے کی نیت اور ترتیب یہ ہے۔ نویت ان اودّی للہ تعالےٰ رکعتین صلوٰۃ التہجد استقامۃً الامور الدین وحفظاً للایمان ونصرتً علی الاعداء متابعۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ متوجھاً الی جھۃ الکعبۃ الشریفۃ اللہ اکبر۔ دوسرے دوگانہ کی رکعت اوّل میں سورہ فاتحہ کے بعد پانچ دفعہ یہ دعا پڑھے۔ ربنا افرغ علینا صبراً وثبت اقدامنا وانصرنا علےٰ القوم الکافرین۔ اور رکعت دوم میں سورہ فاتحہ کے بعد یہ دعا پانچ دفعہ پڑھے۔ ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذھدیتنا وھب لنا من لدنک رحمۃ انک انت الوھاب۔ اور سلام کے بعد یہ دُعا پڑھے۔ اللّٰھم انصرنا علیٰ اعدائنا وثبت اقدامنا علیٰ توحیدک واجلسنا علیٰ بساط محبتک واغسل قلوبنا من دنس الاغیار وارزقنا نظر الاعتبار یا عالم السر والخفیات وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ محمدٍ واٰلہ الطیبین الطاھرین برحمتک یا ارحم الراحمین۔

تیسرے دوگانہ کی نیت اور ترتیب۔ نویت ان اصلی للہ تعالےٰ رکعتین صلوٰۃ التہجد بصلاح الامور والولایۃ لصلواۃ اللہ تعالےٰ متوجھاً الیٰ جھتہ الکعبۃ الشریفۃ اللہ اکبر۔ اور دوگانہ سوم کی پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد چار دفعہ یہ دعا پڑھے ربنا لا تواخذنا ان نسینا او اخطانا ربنا ولا تحمل

علینا اصراً کما حملته علی الذین من قبلنا - ربنا ولا تحملنا ما لا طاقة لنا به واعف عنّا واغفر لنا وارحمنا انت مولٰنا فانصرنا علی القوم الکافرین۔

اور دوسری رکعت میں فاتحہ کے بعد چار دفعہ یہ آیت پڑھے - ربنا اٰمنا بما انزلت واتبعنا الرسول فاکتبنا مع الشّاهدین - اور سلام کے بعد یہ دُعا پڑھے - اللّٰھم اھدنا بھدایتك الابدی وارشدنا برشدك السرمدی وزینا بزینة عنایتك واجذبنا بجناح جذبتك الیك واسقنا شراب شوقك یا ھادی المضلین وصلی اللہ علٰی خیر خلقه محمدٍ وّاٰله اجمعین الطیّبین الطّاھرین برحمتك یا ارحم الرّاحمین ٭

دوگانہ چہارم کی ترتیب اور نیت - نویت ان اصلی للہ تعالیٰ رکعتین صلواۃ التہجد تیسراً للمسافرین الصلوٰۃ للہ تعالی متابعة النبی صلی اللہ علیه وسلم - متوجّھاً الٰے جھة الکعبة الشریفة - اللہ اکبر - دوگانہ چہارم کی رکعت اوّل میں سورہ فاتحہ کے بعد یہ آیت تین دفعہ پڑھے - ربنا ما خلقت ھذا باطلاً سبحانك فقنا عذاب النّار - ربّنا انّك من تدخل النار فقد اخزیته وما للظّالمین من انصار - دوسری رکعت میں یہ پڑھے - ربنا اننا سمعنا منادیً ینادی للایمان ان اٰمنوا بربّکم فاٰمنّا ربنا فاغفر لنا ذنوبنا وکفر عنّا (الیٰ اٰخرہ) سلام کے بعد یہ دعا پڑھے - بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اللّٰھم ارزقنا متابعة حبیبك فی قولٍ وفعلٍ وحالٍ واحیینا حیٰوۃ اولیائك وامتنا بموتِ شھدائك ولا تغفلنا عنك لمحةٍ ولا تحجبنا عن مشاھدتك طرفة عین ولا اشغلنا بغیر ساعةٍ یا مجیب الدّعوات المضطرین وصلی اللہ علٰی خیر خلقه محمدٍ واٰله الطیبین الطّاھرین برحمتك یا ارحم الرّاحمین -

پانچواں دوگانہ یہ ہے - نویت ان اصلی للہ تعالٰے رکعتین صلواۃ التہجّد لجمیع المتفرقات متابعة النّبی صلی اللہ علیه وسلم متوجّھاً الٰے جھة الکعبة الشریفة - اللہ اکبر - پانچویں دوگانہ کی رکعت اوّل میں سورہ فاتحہ کے بعد یہ آیت دو دفعہ پڑھے - ربّنا واٰتنا ما وعدتنا علٰی رسلك ولا تخزنا

یوم القیامۃ انک لا تخلف المیعاد ۔ رکعت دوم میں سورۂ فاتحہ کے بعد یہ آیت دو دفعہ پڑھے ۔ ربنا انک جامع النّاس لیوم لا ریب فیہ ان اللہ لا یخلف المیعاد ۔ اور سلام کے بعد یہ دُعا پڑھے ۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ اللّٰھم وفّ العھد وفقنا علیٰ عھدک اثبت اقد امنا الیٰ مقام عبودیتک وادخلنا فی سرادق مودتک واحجنا عن رویۃ غیرک وارزقنا حلاوت عفرانک واترکبنا بمراکب امانک وجعلنا فی زمرۃ اھل رضوانک یا الٰہ السمٰوات والارضین بحق اھل الیقین وصلی اللہ علیٰ خیر خلقہ محمدٍ واٰلہ الطیّبین الطاھرین برحمتک یا ارحم الراحمین ۔

چھٹے دوگانہ کی نیت ۔ نویت ان اصلی للہ تعالیٰ رکعتین صلواۃ التہجد لتقویۃ اصحاب الیقین فی طاعۃ اللہ وعبادتہ ومتابعۃ النّبی صلی اللہ علیہ وسلّم متوجّہاً الےٰ جھۃ الکعبۃ الشّریفۃ ۔ اللہ اکبر چھٹے دوگانہ کی پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد یہ آیت ایک دفعہ پڑھے ۔ ربّنا اغفرلنا ذنوبنا واسرافنا فی امرنا وثبت اقدامنا وانصرنا علی القوم الکافرین رکعت دوم میں فاتحہ کے بعد یہ آیت پڑھے ۔ ربّنا اغفرلنا ولاخوان الّذین سبقونا بالایمان ولا تجعل فی قلوبنا غلاً للّذین اٰمنوا ربّنا انک رؤف الرّحیم ۔ سلام کے بعد یہ دعا پڑھے ۔ اللّٰھم اجعلنا من الّذین لا خوفٌ علیھم ولاھم یحزنون ۔ واسلکنا فی سلک المحبّین واتنا خلعۃ نورک واسقنا شراب حضورک وانصرنا علی النفس الشّیطان واحفظنا من الکفر والطغیان ونجنا من السّجن والنیران ۔ یا کریم یا رحیم یا رحمٰن وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ محمدٍ واٰلہ واصحابہ اجمعین ۔ اللّٰھم ارزقنا متابعۃ حبیبک محمدٍ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلّم ظاھراً وباطناً فی قولٍ و فعلٍ وحالٍ ۔

واضح ہو کہ طریقت سے سلوک باطنی کی راہ مراد ہے ۔ اولیا اسی راستہ پر چلکر ولایت کے درجہ پر پہنچے ہیں اور ان کو یہ راستہ جناب پیغمبر صاحب علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہی سینہ بسینہ پہنچا ہے ۔ اور اس راستے پر چلنے کے لیئے شرائط اور ارکان ہیں

اس کی شرطیں نو ہیں۔ان میں سے چار کا تعلق تو ظاہر سے ہے۔اوّل تھوڑا کھانا۔کیونکہ پُرخوری دل کی سیاہی اور غفلت کا باعث ہے۔اتنا کھانا تو معاف ہے کہ جس سے انسان زندہ رہ سکے لیکن اس سے زیادہ مناسب نہیں۔اور اسقدر کھانا بھی اُس وقت مناسب ہے جب دیو اشتہا غالب ہو جاوے۔اور کامل بھوک کے باوجود نہ اِس قدر تھوڑا کھانا چاہیئے کہ نماز میں کھڑے ہونے کی بھی طاقت نہ رہے اور نہ اِس قدر زیادہ کھانا چاہیئے کہ پیٹ بھر جاوے۔اگر ایک وقت کھاوے تو اَور بھی بہتر ہے۔اگر دو وقت کھانا ہو تو تھوڑا تھوڑا کھاوے۔تیسرے کم بولنا کیونکہ زیادہ گوئی بھی غفلت اور خرابی کا باعث ہے۔چوتھے لوگوں سے گوشہ نشینی کیونکہ لوگوں کی طرف متوجہ ہونا یا خدا سے غافل رہنے کا باعث ہے۔اور اگر ہر وقت ہمیشہ گوشہ نشینی نصیب نہ ہو سکے تو وقت کا زیادہ حصّہ گوشہ نشینی میں کاٹے۔اگر ضروری اُمور مثلاً کھانے پینے یا تحصیل علم یا بیمار پُرسی یا شریک جنازہ ہونے یا کسب حلال کے لیئے باہر نکلے تو مضائقہ نہیں۔یا خدا کے سوا کسی سے بھی دل نہ لگائے۔

اور پانچ شرطیں جو باطن کے ساتھ تعلق رکھتی ہیں یہ ہیں۔صدق۔توکّل۔یقین۔صبر اور عزم۔

صدق وہ ہے کہ خالق اور مخلوق کے ساتھ معاملے اور کلام کرنے میں صادق ہو

توکّل وہ ہے کہ ہر حال میں خدا پر بھروسہ کرے۔اور اسباب اور لوگوں کو ہی مدنظر نہ رکھے۔بلکہ ہر ایک سے قطع تعلق کر کے خدا پر بھروسہ کرے اور اسکو اِس بات کا کامل یقین ہو جاوے کہ خدا کے سوا نفع و ضرر میں کسی کو دخل نہیں۔اگر ساری دنیا جمع ہو جاوے اور ضرر پہنچانا چاہے لیکن خدا کو منظور نہ ہو تو کچھ نہیں ہو سکتا۔

عزم وہ ہے کہ ہر کام میں مستقل ارادہ کرے اور اجازت پر بس نہ کرے اور نیز نیت اور دلی ارادت اس راہ میں ایسی مضبوط ہو کہ جان جائے لیکن اس سے نہ ٹلے۔

صبر وہ ہے کہ مصیبتوں اور تکلیفوں پر صابر و شاکر رہے اور ظاہر و باطن میں نہ گھبرائے اور صبر کر کے جو کچھ خدا دے اسپر قانع ہو۔اور زیادتی کی خواہش نہ کرے بلکہ سالک کے لیئے لازم ہے کہ جو کچھ ملے بند نہ کرے اور ہر ایک محتاج کو دیدے۔

ارکان طریقت یہ ہیں کہ ذکر اور شکر سے جو کچھ مرشد سے ملا ہے اسپر عمل کرے سب سے پہلے مرشد کامل کی تلاش کرے جو کچھ وہ فرمائے اُسپر عمل کرے - اور اس عاجز نے جو کچھ مرشد اور دوسرے بزرگوں سے پایا ہے اُن میں سے بعض ضروری شغل بیان کرتا ہوں -

اوّل - یہ کہ نماز تہجد کے بعد یا کسی اَور خلوت کے وقت میں کونے میں بیٹھکر اپنے مرشد کی صورت کا تصور پکائے - اسکو برزخ یا رابطہ کہتے ہیں - یہ کثرت فیض کا باعث ہے - یہاں تک کہ دن رات اس کے حضور تصور میں رہے یہاں تک کہ فنافی الشیخ کا درجہ حاصل ہوجاوے - اور نیز کلمہ طیبہ لا اِلٰہ الا اللہ کا ذکر زبان سے باآواز بلند ضرب سے کرے - اس طرح کہ لا کو ناف سے اُٹھائے اور مد کھینچکر دائیں کندھے پر لیجاوے - اور الٰہ کو وہاں پر کہکر لفظ الا اللہ کی دل پر ضرب لگائے - اور ضرب کے وقت اپنے سر کو دل پر لیجاوے - اس کے بعد محمد رسول اللہ کہے - یعنی پھر دس گیارہ دفعہ متواتر محمد رسول اللہ کہا جاوے اس کے بعد کہے اے خدا میرا مقصود تُو اور تیری محبت ہے -

اور نیز چہار ضربی ذکر کا طریق یہ ہے کہ مربع بیٹھکر لا کو ناف سے اُٹھاکر سر پر لیجاکر الٰہ کو دائیں گھٹنے پر لائے - الا کے وقت پھر سر نیچے لیجاکر اللہ کی دل پر ضرب لگائے - یا اس طرح کہ لا کو بائیں گھٹنے سے اُٹھاکر دائیں گھٹنے سے الٰہ کو لیکر سر پر لیجاوے - الا اللہ کی دل پر ضرب لگائے - رگ کیلاس کو جو بائیں گھٹنے کے نیچے ہے دائیں پاؤں کی نر انگلی سے پکڑ کر بیٹھے اور لا کے لفظ پر جب مد کھینچے باطل الٰہ کی نفی کرے - اور لفظ الا اللہ کے وقت حقیقی معبود کا جو حضرت واجب الوجود اور خالق الخلق ہے اثبات کرے کیونکہ یہ اللہ کا اسم مبارک ہے اور قادریہ اور چشتیہ کے طریقہ میں چار ضربی دوسرے طریق پر ہے - اور کبرویہ کے طریق میں پہلے طریق پر ہے - اور اللہ خاص ذات واجب الوجود کا نام ہے جو کہ تمام کامل صفتوں کا جامع اور ہر قسم کے نقص و زوال کے عیب سے پاک ہے اور اس بارے میں اختلاف ہے کہ اللہ کا اسم مبارک اسم ذات ہے - اس مضمون سے کہ یہ لفظ بلا لحاظ کسی صفت کے مفہوم کے ذات باری کا نام ہے

جوکہ تمام کامل صفتوں کا جامع ہے - اور بعض کہتے ہیں کہ الف لام تعریف کے لیئے ہے - اور لام کی تشدید تعریف میں مبالغہ کے لیئے ہے - اور فتحہ کی درازی سے الف پیدا ہوگیا ہے - اور ھا سے مراد خاص ذات پاک ہے - چونکہ کوئی لفظ ذات باری پر دلالت نہیں کرتا تھا پس ضمیر ہی پر اکتفا کیا گیا - کیونکہ ضمیر ھُم میں ذات کی طرف اشارہ ہوتا ہے اور اس میں صفات ملحوظ نہیں ہیں - پس اس اسم کو اسم ذات کہتے ہیں - اور بعض فرماتے ہیں کہ الٰہ سے مشتق ہے اور الٰہ الوہیت سے ہے جس کے معنی معبودیت کے ہیں - پس اس میں صفت کا مفہوم ہے لیکن چونکہ یہ لفظ ذات خدا پر اُس کی تمام صفتوں سمیت مستعمل ہوتا ہے اور کسی خاص صفت سے تعلق نہیں رکھتا پس بطور اسم ذات کے مستعمل ہوتا ہے - بخلاف دیگر اسموں کے جو کہ بعض صفتوں کے ساتھ خصوصیت رکھتے ہیں پس ان کو اسماء صفاتی کہتے ہیں - پس سالک جب ذکر جہر میں مشغول ہو مناسب ہے کہ اس نفی اور اثبات کے ذکر کو ضرب سے ہر روز بارہ ہزار تک کرے - اور ذکر اسم ذات کو کہ اللہ ہے اور ذکر اثبات کو جو الا اللہ ہے بارہ ہزار دفعہ دل پر ضرب سے کرے کہ سب ملکر چوبیس ہزار ہوتے ہیں - کیونکہ دن اور رات میں انسانی نفس اسی قدر خارج ہوتے ہیں - اور ہر دم کے مقابلے میں ذکر ضروری ہوتا ہے بس اس طرح برابر ہوگا - اور اگر اسقدر میسر نہ ہو سکے تو اسکا نصف یعنی بارہ ہزار کرے - اور اگر اسقدر بھی نہ ہو سکے تو اُس کی چوتھائی سے جو کہ چھ ہزار ہے کم نکرے اور ذکر کے بعد مراقبہ کرے اور سمجھے کہ لوح دل پر اسم ذات کے سنہری نقش کندہ ہیں جو کہ دل کی نورانیت کا سبب ہیں - اور ہر ایک دم میں جو آتا اور جاتا ہے ذکر اللہ ملحوظ رکھے - اس طرح کہ جب سانس باہر نکلے تو ھو اور جب اندر جاوے تو اللہ مونھ سے نکلے یا لا الٰہ الا اللہ خیال میں رہے - اور سانس کے باہر نکلنے کے وقت لا الٰہ ملاحظہ ہو - یا دونوں طرف ھو ملاحظہ کرے - اور یہ ہر حال میں سفر میں ہو یا بیٹھا ہو یا کھڑا ہو یا لیٹا ہو وضو کیئے ہو یا بے وضو ہو ہونا چاہیئے - اسی کو پاس انفاس کہتے ہیں - اور ایک سال تک اسی طرح کا ذکر کرے - کیونکہ اس میں بہت فائدے ہیں ہر چند ذکر جہر رخصت ہے اور ذکر خفی عزیمت ہے اور عزیمت پر عمل کرنا بہتر ہے

لیکن مبتدی کے لیئے شروع شروع میں جبکہ غفلت زور پر ہوتی ہے باعث خطرہ ہے
اور یہ خطرہ جہر کے بغیر رفع نہیں ہوتا۔ اور ذکر جہر کی خاصیت ہے کہ خطروں اور
غفلت کو دفع اور نورِ دل کو بڑھاتی ہے۔ اور یہ خاصیت ذوق وشوق۔ دردو
محبت اور غلبۂ بیخودی اور حال سے پیدا ہوتی ہے۔ کیونکہ بزرگوں نے اس کو
تجربہ اور مکاشفہ سے معلوم کیا ہے۔ جہر سے کسی غیر کو سُنانا مقصود نہیں ہے
کیونکہ خدا تعالےٰ خود دلوں کے حالات سے آگاہ ہے اور لوگوں کو سُنانا تو ریاکاری
ہے۔ پس اِس سے غرض یہ ہے کہ نفس اور شیطان مغلوب رہے اور ہر قسم کے
خطرات دُور ہو جاویں اور دل کی نورانیت بڑھے۔ اور بزرگوں کے تمام بڑے بڑے
خاندانوں میں یہ مروّج ہے۔ مگر طریقۂ نقشبندیہ اِس سے مستثنےٰ ہے۔ اور اس میں بھی
متقدمین میں یہ طریق مروّج تھا۔ اور حضرت خواجہ صاحب کو جب حضرت خواجہ عبدالخالق
غجدوانی کی روحانیت سے فیض حاصل ہوا تو اُن پر ایک ایسی ہی حالت طاری ہوئی
کہ اُنھوں نے ذکر جہر کو ترک کر دیا اور اپنے رفقا کو بھی چھوڑا دیا۔ پس ذکر جہر ایک سال
تک کرنا چاہیئے۔ اِس کے بعد حبسِ دم کے ذریعہ ذکر قلبی کرے اس طرح کہ نفس کو
پیٹ میں لیجا کر بند کرے اور دِل سے کلمہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہ کہلوائے۔ اور بعض
بزرگ فرماتے ہیں کہ ضرب سے کہے اور بعض بلا ضرب فرماتے ہیں۔ لیکن سالک
دنیاوی علائق میں جکڑا ہوا ہے تو اسکے لیئے ضرب بہتر ہے۔ اور صوفیوں کے
نزدیک کلمے شریف کے معنے یہ ہیں اوّل لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہ کا تصور کریں۔ تھوڑے
عرصہ کے بعد جب محبت غیر اللہ رفع ہو جاوے لَا مقصود اِلَّا اللہ کا تصور فرماویں
جب ذات باری کے سوائے کوئی مقصود نہ رہے تو اس کے بعد لَا موجود اِلَّا اللہ
کا تصور جمائیں یہاں تک کہ ذات باری کے سوائے سب کچھ اُس کی نظر سے
اُٹھ جاوے۔ اور جب حبسِ دم کے وقت یہ کلمہ کہے دم کے چھوڑنے کے وقت
مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللہِ دل سے کہے اور یہ بھی دل میں تصور کرے کہ اے خُدا تو
اور تیری محبت ہی میرا مقصود ہے۔ اس کے بعد دم کو چھوڑ دے اور ایسا ہی کئی
ہزار دفعہ خلوت میں کہے۔ اور حبس کے بعد مراقبہ کرکے اسم اللہ کو دل سے کہلوایا
کرے۔ اور نیز اسمِ ذات کو کہ وہ اسم اللہ ہے اسکو دم روک کر دل سے کہلوائے

جس قدر ممکن ہو کہکر دم کو چھوڑ دے پھر حبس دم کرے اور یہ بھی کئی ہزار دفعہ کہے اگر اسکا مجموعہ دن رات میں بارہ ہزار دفعہ تک پہنچ جاوے بہتر ہے - اسی طرح دو سال تک کرتا رہے تاکہ ذکر قلبی اور روحی اور سرّی اور نفسی اور خفی اور اخفی کہ جن کو لطائف ستہ کہتے ہیں سب جاری ہوں اور دل کا مقام زیر پستان بائیں پہلو میں اور ذکر روحی کا مقام زیر پستان دائیں پہلو میں سینہ سے ہے - اور مقام سرّی سینہ کے درمیان ہے - اور مقام خفی پیشانی ہیں اور اخفی سر میں - اور مقام نفسی زیر ناف ہے - بلکہ سلطان الاذکار (اعلےٰ درجہ کا ذکر) کہ وہ اعضا اور رگوں اور بالوں کے ذکر سے مراد ہے جاری ہوجاتا ہے اور صوت سرمدی کا ذکر کہ ذکر ھُو کی آواز دماغ سے ظاہر ہوتی ہے سُنی جاتی ہے اور جاری ہوجاتی ہے اگر پانچ سال تک محنت کرے تو بڑا فائدہ ہے سکا شفہ بھی ہوجاتا ہے - اور حضرات نقشبندیہ ان لطائف ستہ میں ہر ایک کے لیئے علٰحدہ علٰحدہ ارشاد کرتے ہیں اور ہر ایک میں ایک مدت درکار ہے اس کے بعد ذکر نفی و اثبات فرماتے ہیں چنانچہ اس کی تفصیل یہ ہے - واضح ہو کہ جب حبس دم کا ذکر جاری ہوجاوے اس کے بعد دماغ میں ھُو کے ذکر کی طرف متوجہ ہوجاوے - اس طرح خلوت میں بیٹھکر دماغ کی طرف توجہ کیا کرے - وہاں سے ھُو کی آوازیں سُنی جاویں گی اور بہت سی آوازیں آویں گی پوشیدہ توجہ سے مشغول ہو - کیونکہ دماغ روح کا محل ہے اور ھُو ذات باری کی طرف اشارہ ہے - یہ سب سے بڑا ذکر ہے اور انسانی ضروری دم جو آتے جاتے ہیں ان دموں میں بھی ھُو ملا جلا متصوّر ہوتا ہے - اور چاہیئے کہ اپنے خیال کو اسپر لگائے کہ کوئی سانس بھی غفلت سے نہ گزرنے پاوے اور اس ذکر کو پاس انفاس کہتے ہیں - چنانچہ حضرت نجم الدین کبری قدس سرہ نے فرمایا ہے - ؎

ھُو غیب ہویت آمد اے حرف شناس
انفاس ترا بود بران حرف اساس
باش آگاہ ازاں حرف در اُمید و ہراس
حرفے گفتم شگرف اگر داری پاس

بعض بزرگ حبس دم میں آنکھ کان اور موبنھ کو اپنی انگلیوں سے بند کر کے

حبس کرتے ہیں اس طرح کہ دو انگشت سبابہ دونوں آنکھوں پر اور ابہام کو دونوں کانوں میں اور انگشت وسطی کو ناک کے دونوں نتھنوں پر رکھتے ہیں اور بند کر کے دل کی طرف متوجہ ہو کر بیٹھتے ہیں۔ کچھ عرصہ بعد انوار الٰہی اور عجیب حالات نظر آنے لگتے ہیں جیسا کہ کہا ہے۔

چشم بند و دل بہ بند و گوش بند
گر نہ بینی سر حق بر من بخند

اور لازم ہے کہ اس طرح حبس کے وقت دل کے اندر نقطہ نور پر نظر رکھے اور اس نور کو دیکھتا رہے کیونکہ وہ نور پھیلتا ہے اور سورج کی سی روشنی پیدا کرتا ہے اور اسپر عالم ملکوت اور عالم مثال کھل جاتا ہے اور بند کرنے سے لا الٰہ کہے اس سے گذر کر خیال میں الا اللہ کہے۔ اور دل کے اندرونی نور پر نظر رکھے تاکہ اسکی چمک زور پکڑ جاوے اور دل صاف ہو جاوے اور حقائق جلوہ گر ہوں۔ اور دل میں نفی اور اثبات یا اسم ذات کے ذکر میں مشغول ہو۔ اور یہ ذکر بڑا ہی مفید ہے اور اس کو حبس کبیر کہتے ہیں۔ اور بعض لوگ اس طرح حبس کرتے ہیں کہ دم کو پیٹ میں بند کرتے ہیں اور بعض دماغ میں بند کرتے ہیں۔ دماغ میں اگرچہ سانس بہت دیر تک رہتا ہے اور حبس زیادہ ہو جاتا ہے لیکن ذکر کی کثرت پیٹ میں حبس نفس کرنے میں ہوتی ہے اور بعض بزرگ حبس کو ضرب سے کرتے ہیں اور بعض بلا ضرب۔ لیکن بلا ضرب میں بہت فائدہ ہے کیونکہ حبس زیادہ ہوتا ہے اور حرارت باقی رہتی ہے۔ واضح ہو کہ اس کی تفصیل یہ ہے کہ **لطیفہ اولے** قلب ہے۔ اس کا مکان بائیں پستان کے نیچے ہے۔ جب اسم اللہ اور لطیفہ قلبی جاری ہو جاوے اس طرح کہ دل ہر وقت متحرک رہے اور اس کی حرکت سے اسم اللہ مفہوم ہو اور کبھی غفلت نہ ہو اور مزہ پائے یہ ذکر قلب کے جاری ہونے کی علامت ہے اس کے بعد دائیں پستان کی طرف جب اسی قسم کا ذکر اللہ جاری ہو جاوے اور ہر وقت اس کی حرکت اور ذکر مفہوم اور دیکھی جاوے اور فراموشی نہ ہو۔ یہ ذکر روحی کے جاری ہونے کی علامت ہے اس کو لطیفہ روحی کہتے ہیں۔ اور جب سینہ میں اس قسم کی حرکت اور ذکر ہر وقت ہو تو یہ ذکر سینہ کے جاری ہونے کی نشانی ہے اسکو

لطیفہ سرّی کہتے ہیں۔ اور جب سینہ سے دو چار انگشت کے مقدار دائمی ذکر اللہ اور
حرکت معلوم ہو تو یہ ذکر نفسی کی نشانی ہے اسکو لطیفہ نفسی کہتے ہیں۔ اور جب
پیشانی میں ذکر اللہ جاری ہو جاوے اور ہر وقت ذکر اور حرکت معلوم ہو جاوے تو یہ ذکر
خفی کی نشانی ہے اس کو لطیفہ خفی کہتے ہیں۔ اور جب تارک سر پر اسم اللہ کا
ذکر جاری ہو اور ہر وقت حرکت اور ذکر ملحوظ ہو تو یہ ذکر اخفی کے جاری ہونے کی
نشانی ہے اسکو لطیفہ اخفی کہتے ہیں۔ اور جب سارے جسم کے پوست اور رگ رگ
اور بال بال میں اسم اللہ کا ذکر جاری ہو جاوے اور مفہوم ہو اس کو ذکر سلطان کہتے
ہیں۔ لیکن قادریہ طریقے میں لطائف کی تفصیل یوں بیان کی گئی ہے کہ دل کا ذکر وہ
ہے کہ دل خود ذاکر بن جاوے اور اسم اللہ کا ذکر ہر وقت دل میں جاری رہے اور یہ
جس قدر ذکر بیان کیئے گئے ہیں ذکر قلب میں داخل ہیں یعنی جو جسم سے تعلق رکھے اور حروف
اور اسم کی قسم سے ہو اسکو ذکر قلب کہتے ہیں اور روشنی بھی دل میں پیدا ہو جاتی ہے
اور سیر انفس اور اور مکاشفہ ناسوت اور کشف قلوب و قبور اس مرتبہ میں حاصل ہوتا
ہے اور روح کا ذکر وہ ہے کہ روح خدا کی ذات اور صفتوں کی طرف اس طرح متوجہ ہو جاوے
کہ خدا کے سوائے دل میں کوئی چیز نہ رہے۔ بلکہ ہر قسم کے مراقبے اور نسبتیں ذکر روح میں
داخل ہیں۔ کیونکہ اس میں مسمے کی طرف توجہ ہوتی ہے۔ اور لفظوں اور اسما کا اس میں
دخل نہیں اور اس قسم کی توجہ روح کا خاصہ ہے بدن سے تعلق نہیں رکھتا۔ اور افعالی
اور اسمائی تجلیات جو ظاہر ہوں اس کے دیکھنے کو سرّ کہتے ہیں۔ اور جب اس
مشاہدہ میں سالک کو محویت حاصل ہو جاوے تو اس کو خفی کہتے ہیں۔ اور جب
تجلی ذات ہو اسکو بھی اخفی یا فنا کہتے ہیں۔ اور جب نفس مطیع اور تابع ہو جاوے
اور مغلوب اور مقہور ہو جاوے اور یاد الٰہی میں مشغول ہو اسکو ذکر نفس کہتے ہیں اور
اس کے بعد بقا باللہ کا درجہ ہے کہ خدا کی ذات اور صفات سے زندگی حاصل کرے
اور سارا سلوک یہی ہے جیسا کہ شیخ اکبر نے فرمایا ہے۔ فالکمال ہو ظہور الحق
لصورۃ المتجلی لہ ولیس لہ الا بعدم المحض۔ اور لطائف ستہ کے اسی قدر
سلوک کو بذریعہ نسبتوں اور مراقبوں کے انتہا تک پہنچاویں۔ لیکن ہر ایک لطیفہ
کے لیئے کامل مرشد کا جدا ارشاد درکار ہے اور وہ سلوک کے طریق کو اسکی خدمت سے

معلوم کرے اور مجاہدہ کرکے مرتبہ اعلےٰ حاصل کرے۔ اور طریقہ قادریہ میں ذکر سلطان وہ ہے کہ دنیا کی تمام چیزوں سے ذکر مسموع ہو۔ اور ذکر سمین وہ ہے کہ ھوالظاھر اور ھوالباطن حبس نفس سے نہ کرے اور دل میں ملاحظہ کرے کہ ظاہر میں بھی خدا ہے اور باطن میں بھی خدا ہے۔ جب آنکھ کھولے خدا کا جمال دیکھے جب آنکھ بند کرے جمال وحدت میں محو ہو جائے۔ اور نیز اللہ حیّ اللہ قیوم اللہ رحیم اللہ کریم حبس نفس سے ذکر کرے کیونکہ شوق زیادہ ہوتا ہے۔ اور قادریہ اور چشتیہ طریقہ میں بھی سہ پایہ ہشت رکھے عمدہ ذکر ہے۔ اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ ان تین اسموں اللہ السمیع اللہ البصیر اللہ العلیم کا ذکر حبس نفس سے ضرب سے کرے اس طرح کہ لفظ اللہ کی دل پر ضرب کرکے لفظ سمیع میں سر اوپر لیجاوے۔ پھر اللہ کے لفظ پر ضرب کرکے لفظ بصیر پر سر اوپر لیجاوے۔ اور اسی طرح لفظ اللہ العلیم کے وقت کرنا چاہیئے۔ اور ملاحظہ کرنا چاہیئے کہ تمام سمع (سننے) میں سمع حق جلوہ نما ہے اور تمام دیکھنے کی طاقتوں میں بصر حق اور تمام علموں میں علم حق متجلی ہے۔ اور صورت مرشد کی طرف دیکھنا چاہیئے۔ چنانچہ داناؤں نے کہا ہے۔ ؎

برزخ و ذات و صفات و مد و شد و تحت و فوق
میدہد مرطالباں را بر نفس مر ذوق و شوق

اور ذکر ھوالاوّل ھوالاخر۔ ھوالظاھر۔ ھوالباطن حبس نفس سے کرے کیونکہ توحید حقیقی کا پھل ملتا ہے اور اس کا عروج اور نزول ہے۔ اللہ السمیع اللہ العلیم اللہ البصیر۔ اَللہُ السَّمِیعُ۔ اَللہُ البَصِیرُ۔ اَللہُ العَلِیمُ۔ یہ سب ایکبار ہوا تین تین دفعہ کہکر ایک دفعہ شمار کرے۔ اور اس طرح سو دفعہ ایک دم میں ہو جاوے۔ کچھ مدت اسیطرح حبس سے کرتا رہے۔

رزقنا اللہ وایاکم وجمیع الطالبین بحرمت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اور شغل محمود کا طریق یہ ہے کہ آنکھ کو کھولکر ناک کے دونوں نتھنوں پر نظر لگاوے یہاں تک کہ آنکھ میں سوزش پیدا ہو اور پانی بہنے لگے اور خلوت میں بیٹھکر اسی طرح کرتا رہے اور دل میں اللہ حاضری اللہ ناظری کا تصور کیا کرے اسی طرح کچھ مدت کرے اگر تاریکی میں بیٹھے تو روشنی ہوگی اور کشف قبور اور قلوب حاصل ہوگا اور یاد الٰہی کی

بڑی ہی لذت حاصل ہوگی۔ اور نصیر وہ ہے کہ پیشانی پر نظر کرے اور آنکھ بند نکرے
اور بھی اسمائے حضور دیکھیگا۔ وکان اللہ بکل شیٔ محیطا مطالعہ کریں اور اسمیں
کشف آفاق وکشف عالم علوی حاصل ہوتا ہے۔ وقفنا اللہ وایاکم +

فصل

ان مراقبات میں جو ذکر کے بعد کیئے جاتے ہیں

جب سالک مذکورہ اذکار کو کئی سالوں میں عمل میں لاوے اور یہ ذکر اسمیں متمکن ہوجاویں اوّل مراقبہ حضور کرے۔ جانئے کہ خدا تعالےٰ محض بیچون ہے۔ حاضر و ناظر ہے اور ظاہر اور باطن میں مجھے دیکھتا ہے اور اسی خیال میں دن رات مراقب اور متوجہ رہے۔ یہاں تک کہ خدا کی عظمت اور جلال اُسپر غالب ہوجاوے اور اسکی حضور کا ادب پیدا ہوجاوے اور ہر قسم کے بدکاموں سے نفرت اور حجاب ہوجاوے اس قسم کے مراقبہ سے لذت پائیگا ایسی لذت کہ تمام دیگر لذتوں سے زیادہ اور غالب ہوگی۔ جب یہ حال ہمیشہ اور ہر وقت ہو تو پھر مراقبہ شہود میں مشغول ہوجاوے اس طرح کہ یہ جانئے کہ میں خدا کو دیکھتا ہوں اگرچہ ان ظاہری آنکھوں سے نہیں۔ لیکن گویا کہ میں اسکو دیکھتا ہوں۔ جیساکہ حدیث شریف میں ہے۔ الاحسان ان تعبد اللہ کانک تراہ وان لم تکن تراہ فانہ یراک۔ جب یہ مراقبہ غالب ہوجاوے اور اسکی لذت متمکن ہوجاوے اسکے بعد مراقبہ معیت حق تعالےٰ کو جو پائدار ہے اور اسکے قرب کو ملاحظہ کرے جیسا آیت وھو معکم اینما کنتم۔ ونحن اقرب الیہ من حبل الورید اسپر دال ہے لیکن معیت اور قرب کی کیفیت ناقابل بیان ہے کیونکہ اس کی کیفیت ادراک سے بالاتر ہے۔ اسیقدر جانئے کہ وہ میرے ہمراہ اور نزدیک ہے۔ اور جب اس شغل میں عادت ہوجاوے اسکے بعد احاطہ ذاتیہ کے ملاحظہ میں کہ آیت کان اللہ محیطا و انہ بکل شیٔ محیط اسپر دلالت کرتی ہے مشغول ہووے۔ اور علمائے ظاہر اس احاطے کو احاطہ علمی خیال کرتے ہیں جیساکہ آیت ان اللہ قد احاط بکل شیٔ علما میں ہے۔ لیکن صوفی علما فرماتے ہیں کہ خدا تعالےٰ کو جیساکہ علمی احاطہ ہے ذاتی احاطہ

بھی ہے لیکن یہ احاطہ جسمانی احاطہ کی طرح نہیں ہے جو کہ ظرف و مظروف اور وصل و فصل کا مقتضی ہے بلکہ اس احاطہ کی کیفیت بھی ناقابل بیان ہے - اسکی کیفیت عقول میں نہیں آتی بلکہ سرے سے اسکی کوئی کیفیت ہی نہیں ہے - لیکن بعض متاخرین اولیا فرماتے ہیں اگرچہ حقائق ممکنات نے علم الٰہی میں ظہور پایا ہے اور خدا کی صفتوں کے پرتو سے اُنھوں نے خارجی وجود حاصل کیا ہے لیکن یہ وجود خدا تعالےٰ کے وجود کا ظل ہے پس تمام چیزوں کا وجود ظلی ہے اور اسکو خارجی اسلیئے کہتے ہیں کہ انپر آثار مترتب ہوتے ہیں اور جو وجود کہ مترتب آثار کا باعث ہے وہ خارجی ہے کیونکہ علمی وجود میں آثار مترتب نہیں ہوتے لیکن چونکہ بمنزلہ علم ہے پس ظلی ہے پس یہ احاطہ ایسا ہے جیسا کہ شخص اپنے صور علمیہ پر احاطہ کرے - اور نیز لازم ہے کہ شغل سرپایہ ہشت رکھے اور ذکر محمودًا و نصیرًا بھی علم میں لاوے تاکہ فنا بہت جلدی ظاہر ہو - اور بعض بزرگ فرماتے ہیں کہ نور محمدی علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیمات کو کل موجودات کا محیط تصور کرے اور اپنے آپ کو اس میں محو کردے اور اس نور کو خدا کی ذات میں جانے اور ذات اور جہت کی طرف متوجہ ہو - اور جب اپنے آپ کو اور ساری دنیا کو اپنے لوح دل سے محو کردے اور اس قسم کی حالت ہمیشہ رہے اور اس کی نظر شہود میں خدا کے سوا کچھ نہ رہے اور ہر وقت اُسی کی طرف توجہ حاصل ہوجاوے اور خدا کے سوا ہر چیز اسکی نظر سے محو اور مضمحل ہوجاوے اور استغراق اور محویت اُس پر چھا جاوے تو اسی کو فنا کہتے ہیں اور طریقت کا کام یہاں ختم ہوجاتا ہے - اب جبکہ بقاباللہ میں قدم رکھا تو یہ حقیقت کا آغاز ہے جو اسی فصل میں ظاہر کیا جاوے گا -

فصل

دربیان حقیقت

لایزال العبد یتقرب الیّ بالنوافل حتیٰ احببتہٗ فاذا احببتہٗ کنت سمعہٗ وبصرہٗ ویدہٗ وبی یسمع وبی یبصر وبی یبطش اسکو قرب نوافل کہتے ہیں کیونکہ یہ قرب کا درجہ نفلوں سے ہی نصیب ہوتا ہے - جب نفلوں کو

خدا تعالےٰ نے اسپر فرض نہیں کیا بلکہ خود اسنے کیا ہے پس اس کا (بندہ کا) فاعل ہونا ثابت ہے - اور اگر تقرب فرائض کے سبب سے ہو تو وہاں تو خدا فاعل ہوا ہوگا اور بندہ بمنزلہ آلہ کے ہے کیونکہ یہاں فاعلیت بندہ کی نہیں ہے اور خود نہیں کیا ہے اسکو قرب فرائض کہتے ہیں - اور اگر دونوں درجوں میں جمع ہو اور تقرب کے سبب بندہ بالکل مفقود ہو جائے تو اُسکو جمع الجمع یا قاب قوسین بھی کہتے ہیں جیسا کہ آیۂ انّ الّذین یبایعونک انما یبایعون اللہ وما رمیت اذ رمیت ولکنّ اللہ رمیٰ سے واضح ہوتا ہے - اور دُوسرا مرتبہ اطلاق ہے کہ جس مرتبہ میں چاہے متصف ہو جائے - اسکو مرتبہ احدیت الجمع اور مقام اَوْ ادنیٰ کہتے ہیں - اور وحدت کا مرتبہ جو مرتبہ ذات کہلاتا ہے بلا لحاظ صفات کے بلکہ صفات کے لیئے ذات کی قابلیت کا لحاظ کر کے دیکھا جاوے تو اسکو حقیقۃ محمدی صلے اللہ علیہ وسلم کہتے ہیں کہ وہ مرتبہ تمام تعینات کا مدار ہے اسکو عقل کل اور قسم اعلےٰ بھی کہتے ہیں اور اسکو تعین اول بھی کہتے ہیں کیونکہ صوفیوں کی اصطلاح میں تعین اول ذات کے لیئے صفات کی قابلیت کا درجہ ہے اور حقیقۃ محمدی بھی تمام ممکنات کا مدار ہے اس لیئے تعین اوّل ہے اور تمام مراتب کی جامع ہے اور ساری دنیا اسکے مظہر ہیں - اور سالک جب ان درجوں پر پُہنچ جاتا ہے تو سیر الے اللہ تمام ہو جاتا ہے اور صوفیوں کی اصطلاح میں اس مرتبہ کو حقیقت کہتے ہیں اور اسکے بعد سیر فی اللہ ہے جو خدا کی صفات اور تجلیات میں سیر کرے اس طرح کہ ہر روز ہر گھڑی صفات الٰہی کے انعکاس کا محل ہو جاوے اسکی کوئی نہایت نہیں کیونکہ تجلیات الٰہی کی کوئی انتہا نہیں ہے - سیر الے اللہ وہ ہے کہ ریاضت اور سلوک سے فنا اور بقا کے درجہ پر مجاہدہ کو پُہنچاوے - یہاں تک تو پیر کے ارشاد کے موافق پُہنچتا ہے اور جب سیر فی اللہ کا درجہ آتا ہے ارشاد کی حاجت نہیں رہتی - اور سالک کی استعداد کے موافق اسپر تجلیات نازل ہوتے ہیں - اس کے بعد اکثر بزرگ خالص اور بلا کیف ذات کی طرف متوجّہ ہوتے ہیں اس طرح کہ دلی توجّہ کو اُس مقدس اور پاک ذات کی طرف جو فہم و ادراک کے احاطہ سے خارج ہے لگائے - اس طریق سے کہ دن رات آنکھ اور دل اُسی کی طرف نگراں ہو - اور دلی توجّہ کو اس طرف سے نہ ہٹائے - اور اپنے آپ کو اور دنیا کو اس میں محو کرے - اور کبھی کوئی چیز دل میں

نہ آنے دے۔ کبھی اس میں محو ہو کبھی صحو[1] میں ہو۔

اور مبتدی کو مرشد کی صورت کا تصور بھی پورا فائدہ دیتا ہے کیونکہ مرشد کے ساتھ اسکے دل کے تعلق رہنے سے مرشد کے دل سے اُسکو فیض پہنچتا ہے اور سالک کو بعض اوقات ذکر کی حالت میں اپنے اور غیر کے قلب کا بھی مشاہدہ ہوتا رہتا ہے اور بعض اوقات اَور باتیں بھی کُھل جاتی ہیں اور کشف قبور بھی حاصل ہوتا ہے لیکن ان باتوں کی طرف توجّہ نہیں کرنی چاہیئے کیونکہ مطلوب حقیقی سے محروم رہجاتا ہے اسی طرح عالمِ ملکوت و مثال سے کوئی چیز صُوَر یا اسرار سے معلوم ہو تو اُسسے زیادہ تعلق نہ رکھے کیونکہ اصل مقصود تو اَور چیز ہے اور جب مطلوب حقیقی مِل جاوے اور غیر اُسکی نظر سے محو ہو جاوے اور اپنی ذات و صفات کو خدا کی ذات و صفات میں محو کردے اور خُداوند تعالےٰ اپنی ذات اور صفات سے صورت میں جلوہ گر ہو تو اس مرتبہ کے سالک کو بقا باللہ کہتے ہیں۔ اور اس مرتبہ میں چونکہ سالک پر تجلّی صفات ہوتی ہے پس ہر صفت سے ایک جُدا ہی مزہ اور لُطف پاتا ہے اسکو معرفت کہتے ہیں۔ اور حقیقت کے مرتبہ میں خدا کی ذات میں صرف فنا ہونا مقصود ہے۔ اور معرفت کا حال اس فصل آئندہ میں بیان کیا جاوے گا۔

فصل

در بیان معرفت

واضح ہو کہ جب سالک کی نظر میں خُدا کے سوا کُچھ نہ رہے اور خُداوند تعالےٰ اپنے بندے کو اپنی ذات میں فنا کر کے اپنے آپ میں زندہ کرے پس سوائے خُدا کے اَور سب کُچھ سالک کی نظر سے محو ہو جاتا ہے اور سالک جو دیکھتا ہے اُسی کے نور کی تجلیات کے کرشمے نظر آتے ہیں۔ واحد حقیقی کے سوائے اَور کچھ نہیں دیکھتا۔ اور

[1] فٹ نوٹ:۔ صحو کے لغوی معنی ہوشیاری کے ہیں۔ گرد و غبار سے آسمان کے پاک ہونکو بھی کہتے ہیں لیکن صوفیوں کی اصطلاح میں اپنی عادت اور صفات کو گم کرنا اور استیلائے سلطان جمالی مراد ہے ۱۲

توحید شہودی کہتے ہیں ۔ اور بعض بزرگ فرماتے ہیں کہ توحید شہودی ہوتی ہے وجودی نہیں ہوتی ۔ یعنی بزرگوں کی نظر میں خدا کے سوائے سب کچھ ہے تو سہی لیکن یہ سب سالک کی نظر میں نہیں آتا ۔ جیسے کہ عاشق کی نظر میں معشوق کے سوائے کچھ نہیں آتا ۔ اور بعض بزرگ فرماتے ہیں کہ خدا کی ذات کے سوا در اصل کوئی چیز بھی نہیں اور یہ کثرت جو دنیا میں نظر آتی ہے اور تمام مختلف صورتیں خدا کی صفات اور اسما کے انعکاس ہیں یا جو صُوَر علمیہ یا صُوَر اسمار الٰہی پر چکے ہیں ۔ جیسے صور علمیہ کہ اُسکو اعیان ثانیہ کہتے ہیں اور فیض اقدس سے علم کے مرتبہ میں ظہور ہوا اور علمی تجلی نے اُسکا تقاضا کیا اور اس کے بعد خدا کے اسمار اور صفات صُوَر اشیائے خارجی میں جلوہ گر ہوئے بعض مظہر ہادی اور بعض مظہر جلال اور بعض مظہر جمال اور بعض مظہر رحیم اور بعض مظہر قہار علیٰ ہٰذا القیاس مظاہر اسمار ہوئے بلکہ اشیائے خارجی فی الحقیقۃ صُوَر اسمار ہیں اور یہ جو بشریہ امکانی صفات ہیں در اصل انہی خارجی اشیار کی مقتضا ہیں کیونکہ صُوَرِ علمی با استعداد ہیں اور حسب خواہش مرتبہ علم میں ظاہر ہوئیں ۔ جب خدا کی صفتوں کا نور ان پر چمکا جیسے کہ صورت آئینہ میں دیکھی جاتی ہے تو آئینہ کے طول وعرض کی مقدار میں صورت نظر آتی ہے اور جو اُن میں (آئینہ اور صورت میں) مظہر ہوتا ہے وہ بھی ظاہر ہو جاتا ہے اور اُنہوں نے خدا کی صفتوں کے انعکاس سے بھی حصہ لیا چنانچہ قوتِ سمع اور قوتِ بصر اور علم وغیرہ پس انسان امکانیہ اور وجوبیہ صفات کا جامع ٹھہرا اور سب دنیا اُسکی صفتوں میں خدا کی تجلی کے سبب سے ظاہر ہوئی ۔ خدا کی صفتیں اسمیں مضمر ہوئیں اور ظاہر ہوئیں ۔ اور انسان میں دونوں وجوبیہ اور امکانیہ صفتیں ظہور پذیر ہوئیں ۔ پس وہ اشرف المخلوقات ٹھہرا کیونکہ اس میں دونوں مرتبے جمع ہیں ۔ اور یہاں بعض بزرگ فرماتے ہیں کہ علم خدا بلکہ تمام خدائی صفتیں عین ذات ہیں اور صور علمی ہیں سے جو کچھ علم میں مضمر ہے وہ بھی عین علم ہے پس صور علمیہ جو فیض اقدس کی مدد سے مرتبہ علم میں ظہور پذیر ہوئیں وہ عین علم ہیں پس وہ ہمہ اوست کے قابل ہیں کیونکہ کوئی غیر نہیں ہے اور ہر جگہ اسی کا ظہور ہے ۔ اور بعض صوفی فرماتے ہیں صفات الٰہی غیر ذات ہیں جیسے کہ متکلمین بھی فرماتے ہیں پس علم حق عین حق نہیں ہوگا ۔ اور صورِ علمیہ اگرچہ علم میں ظاہر ہوئیں عین علم نہیں ہیں پس عین ذات بھی نہ ہوئی کیونکہ یہ تو معدوم ہوتی ہیں ذات معدوم نہیں ہوتی اور خدا وند تعالےٰ موجود ہے

پس ممکن کی اصلیت انہی معدومہ صور علمیہ سے مراد ہے جن پر صفات کا انعکاس ہوا ہے اور اسی انعکاس سے ظہور پذیر ہوئے۔ اور اسکے آثار اسپر مترتب ہو گئے ہیں۔ پس یہ سب اس سے ہے نہ کہ یہ سب وہ خود ہے کیونکہ یہ امکانیہ حقائق غیر خدا ہیں اور وہ صوفی جو وحدت وجود اور ہمہ اوست کے قائل ہیں فرماتے ہیں کہ وہ صور علمیہ عدم محض نہیں ہیں۔ کیونکہ عدم کی تو تمیز ہی اُٹھ جاتی ہے اور یہ اشیاء خارجی مرتبہ علم میں اپنے ساتھ امتیاز رکھتی ہیں۔ اور ان کا وجود علمی ہے۔ اسکے بعد خدا کی صفات کے انعکاس سے ان کو وجود خارجی نصیب ہوتا ہے اسطرح کہ مطلق وجود اشیاء خارجی کے آثار و احکام سے متلبس ہو کر ظاہر ہوتا ہے اور ہر ایک وجود کے ساتھ خواہ (وہ وجود) ذہنی ہو خواہ خارجی خدا کا وجود ظاہر ہے کیونکہ وجود تو اُسی کا ہے دوسرے کا نہیں ہے اور اگر کسی کو شرائع کے احکام کے بارے میں شبہ ہو کہ جب ہمہ اوست ہے تو یہ سزا اور جزا اور امر و نہی کیوں ہے وہ جواب دیتے ہیں کہ گو عین وُہی ہے لیکن ان امکانیہ مظاہر میں خدا کے اسماء اور صفات کا ظل ہے اور اصل اور ظل میں بہت فرق ہوا کرتا ہے۔ چنانچہ سورج اگر بذات خود زمین اور نجاست کے ملنے سے پاک ہے لیکن اس کا سایہ (دُھوپ) زمین اور نجاست پر پڑتا ہے اور اِسنے متلبس ہوتا ہے اور اِس سے آفتاب ذرا آلودہ نہیں ہوتا۔ ایسے ہی ولی کامل کو طاقت ہے کہ اپنی مثالی صورتوں کو مختلف جگھوں میں ظاہر کرتا ہے حالانکہ وہ اپنی جگہ بیٹھا ہوتا ہے بعض اولیاءؔ مثالی صورتیں مکّہ میں جا کر طواف کر آتے ہیں بحالیکہ وہ اپنے مکان میں بیٹھے ہوتے ہیں اور اس صورت مثالی کے لیئے جیسا ارادہ کرے ہو جاتی ہے اگر معذب کرے تو وہ سزا اُسکو نہیں ملتی۔ اگرچہ وہ صورت اُسکی عین ہے لیکن عینیہ کے یہ معنی نہ سمجھنا کہ وہ بذات خود اس صورت میں آیا یا حلول کیا ہے بلکہ اسکے یہ معنی ہیں کہ غیریت کچھ نہیں اور سب اسی کے ظہور تجلیات ہیں چنانچہ عکس آفتاب کو عین آفتاب نہیں کہتے۔ اور یہ عکس ہر گھر میں ہوتا ہے حالانکہ اسکا اصل ہر گھر میں نہیں آجاتا۔ اور اُسپر حکم لگایا جاتا ہے اِسپر نہیں۔ پس یہ ظل تو مرتبہ عبودیت کا ہے اور اصل مرتبہ ربوبیت کا رکھتا ہے۔ پس شرعی احکام میں کچھ خرابی واقع نہیں ہوتی۔ چنانچہ فرمایا ہے۔ ؎

ہر مرتبہ از وجود حکمے دارد　　گر حفظِ مراتب نکنی زندیقی

ایک بزرگ نے فرمایا ہے۔

گوید آں کس دریں مقام فضول
کز تجلی نداند او ز حلول

پس وحدت وجود وُہی ہے جو بزرگ کہہ چُکے ہیں نہ ان معنوں میں کہ خداوند تعالیٰ نے بذات خود ان صورتوں میں حلول کیا ہے۔ تعالی اللہ عن ذالک علواً کبیراً بلکہ ان معنوں میں کہ حقائق اشیاء پر جو بمرتبہ علم ہقیں اپنی صفات کے عکس ڈالے ہیں اور انھی عکسوں کے سبب وہ اشیاء ظاہر ہوئیں اور اشیاء کا دوسرا مادہ نہیں رکھتیں جیسا کہ خداوند تعالیٰ فرماتا ہے۔ الم ترا الی ربک کیف مد الظل اے ظل صفاته علیٰ حقائق الاشیاء وصورها العلمیته ظاہر میں اگرچہ ان عنصری اشیاء کا مادہ اربعہ عناصر ہے لیکن اربعہ عناصر کا مادہ کیا ہے پس اشیاء کی اصل اور حقیقت اولیاء کے کشف کے مطابق وُہی صور علمیہ اور انعکاس صفات ہیں اور عکس کا جُدا وجود ثابت نہیں کیا جا سکتا۔ اگر ایک آدمی کئی مختلف آئینوں کے سامنے اپنا چہرہ دیکھے اور بہت سے چہرے نظر آویں تو وہ خود تو متعدد نہیں ہو سکتا کیونکہ عکس کا کوئی اعتبار نہیں۔ اسیطرح اگر موجودات میں خدائی جلوے نظر آویں تو خود تو متعدد نہیں ہو سکتا۔ فرق یہ ہے کہ آئینہ کا مستقل وجود ہے اور ان صور علمیہ اور ماہیت شخص کا جو الٰہی صفات اور اسما کا آئینہ اور اُسکے انعکاس کا محل ہے مستقل وجود نہیں ہے۔ اور سوائے علم کے اور کہیں بھی ظہور نہیں رکھتا اور کوئی اثر اسپر مترتب نہیں اور خدائی صفتوں کے انعکاس سے اُسکا وجود اور ظہور ہوتا ہے اور آثار اور احکام اسپر مترتب ہوتے ہیں یہاں تک کہ معلوم ہوتا ہے کہ اسکا مستقل اور اصلی وجود ہے حالانکہ اُسکا وجود ظلّی ہوتا ہے اور اپنے آپ سے موجود نہیں ہے بلکہ اُسی وجود سے کہ خدا کی ذات اور صفات اسپر چمکے ہیں موجود معلوم ہوتا ہے جس طرح کہ آئینہ میں صورت نظر آتی ہے اور وہ بذات خود قائم نہیں ہوتی بلکہ جسم کے سبب سے قائم ہے +

فصل

دربیان مراتب وجود و ظہور حق

واضح ہو کہ صوفیوں کی اصطلاح میں ذات حق جبکہ بلالحاظ صفات اور اسکی قابلیت کے ہو اس حیثیت سے کہ تمام چیزوں سے مجرد ہو اسکے اس تجرد کو مرتبہ احدیت کہتے ہیں اور اس ذات کے لیئے صفات کی قابلیت جس میں صفتیں مجمل طور پر درج ہیں جیسے کہ درخت کے بیج کے دانے میں پھل پتے اور شاخیں مضمر ہوتی ہیں اسکو مرتبہ وحدت کہتے ہیں اور حقیقت محمدی اور تعین اول اور قلم اعلےٰ بھی اسکو کہتے ہیں اور ذات کے صفات سے متصف ہونے کے مرتبے کو جس میں ذات میں صفات ظاہر ہوں اس مرتبہ کو واحدیت کہتے ہیں - اور اس واحدیت کے مرتبہ میں پہلا الوہیت کی صفات سے متصف ہونا ہے کہ وہ صفتیں وجوبیہ ذاتیہ ہیں - اگر بہ حیثیت مجموعی ذات کا تمام صفات سے متصف ہونا ملحوظ ہو تو اسکو لاہوت کا مرتبہ کہتے ہیں - اور اگر تفصیل وار جدا جدا ہر صفت سے متصف ہونا ملحوظ ہو اُسکو مرتبہ جبروت کہتے ہیں - اور بعض بزرگ فرماتے ہیں کہ ذاتی صفتوں مثلاً علم اور سمع اور بصر اور قدرت وغیرہ سے متصف ہونے کے مرتبہ کو لاہوت کہتے ہیں اور عملی صفتوں مثلاً جلانا اور مارنا وغیرہ سے متصف ہونا جبروت کہلاتا ہے جب روحوں اور فرشتوں میں ظاہر ہوا اسکو ملکوت کہتے ہیں یعنی ان کے حقائق علم کے مرتبہ میں ظاہر ہوئیں - اور اسپر صفات کا انعکاس ان کے مناسب ہوگا - یہ مرتبے جو ظہور پذیر ہوئے ان کو ملکوت کہتے ہیں - اور جب مثال میں ظہور ہو تو اسکو عالم مثال کہتے ہیں اور عالم مثال اُس عالم سے مراد ہے کہ اسمیں ہر چیز کی ایک مثال اور صورت ہوتی ہے اور وہ مثالی صورت بہ نسبت اس ظاہری صورت کے زیادہ لطیف ہے اور باقی ہے گویا ناسوت اور ملکوت کے درمیان برزخ ہے اور اس عالم کا اولیائے مکاشفہ سے معائنہ کیا ہے اور فرماتے ہیں کہ جو آدمی خواب میں دیکھتا ہے کہ وہ فلاں جگہ گیا ہے وہ بھی مثالی صورت ہی ہے - بعض لوگوں کو وہ صورت خواب میں نظر آتی ہے اور خاص اولیا کو بیداری میں بھی یہ قدرت ہے کہ اسکو ظاہر کریں اور کام فرماویں

اور جہاں چاہیں ظاہر ہوں - اور یہ جو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو ایک ہی رات میں کئی جگہوں میں کئی لوگ دیکھتے ہیں - حالانکہ آپ کا جسد مبارک مدینہ منورہ میں ہے - وہ بھی مثالی صورتیں ہیں - اور اولیا فرماتے ہیں کہ جب یہ ظاہری جسم حواس سے معطل ہوجاتا ہے اور خواب میں جاتا ہے تو روح اس مثالی صورت کی طرف متوجہ ہوتا ہے - اور وہ مثالی صورت عالم مثال میں بسر کرتی پھرتی ہے اور شہر اور فرشتوں اور صورتوں میں سے جو کچھ دیکھتی ہے یہ سب مثالی صورتیں ہیں کہ اسی وجود میں مضمر ہیں - اور جب روح کا جسم سے تعلق قطع ہوجاتا ہے تو اسکو موت کہتے ہیں - روح کی توجہ عالم مثال کی طرف ہوجاتی ہے اور وہ مثالی صورت باخبر اور مدرک ہوتی ہے جیساکہ اکثر بزرگوں نے فرمایا ہے کہ موت کے بعد اور قیامت سے پہلے کہ اسکو برزخ کہتے ہیں اس وقت خوشی یا رنج اسی مثالیہ صورت سے علاقہ رکھتا ہے اگرچہ اس جسم کو بھی ہوتا ہے لیکن روح کی سزا اسی مثالی صورت میں ہے - جسم کو اگر رنج کے محسوس کرنے کی طاقت ہوگی تو اسکو سزا ہوگی ورنہ خیر - اس مسئلہ میں اختلاف ہے اور اس صورت مثالیہ کو فنا نہیں ہے جس طرح کہ روحوں کو نہیں ہے - اور اسکے بعد جب عالم اجسام میں ظہور ہوا اور یہ دنیا ظاہر ہوگئی اسکو عالم ناسوت کہتے ہیں - اور حضرات خمسہ بھی انہی پانچ چیزوں سے مراد ہے - مرتبہ ملکوت میں پہلے نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم ظاہر ہوا اگرچہ محمدی حقیقت وحدت اور احدیت کے مرتبہ میں تھی - وحدت عین کا مرتبہ حقیقت محمدی ہے اور واحدیت مرتبہ الوہیت میں پوشیدہ تھی - اور مرتبہ علم میں صورت علمیہ محمدیہ دیگر صورتوں پر مقدم ہے اسکے بعد مرتبہ ملکوت نور کی صورت میں ظاہر ہوا اور اس سے ساری دنیا پیدا ہوئی - چنانچہ روحوں اور فرشتوں کی پیدائش نور سے ہے اور عناصر اربعہ کا مبدا بھی نور ہے کیونکہ نور میں جب حرارت پیدا ہوئی آگ کی سی صفت ظاہر کی - اور آگ سے ہوا اور ہوا سے پانی اور پانی سے مٹی پیدا ہوتی ہے اور علاوہ ازیں چاروں نور سے پیدا ہوئے اور ان سے چار عالم پیدا ہوئے جیساکہ حدیث شریف سے واضح ہے - الخلق کل ھم من نوری وانا من نور اللہ -

پس سالک کے لئے بہتر یہ ہے کہ پہلے اپنے آپکو نور محمدی میں فنا کرے اور اگر لاہوت سے مرتبہ وحدت و واحدیت میں پہنچا تو اسکو مرتبہ لاہوت کہتے ہیں اور

جب پھر تنزل کرے اور مرتبہ بمرتبہ نزول کرے تو بقا اور معرفت کا مرتبہ ہے۔ اور اگر ان مرتبوں کو سالک بلا ترتیب اور سلوک کے جذبۂ الٰہی سے طے کرے اِسکو جذبہ کہتے ہیں اور اسکو مجذوب کہتے ہیں۔ اور اگر سلوک کی ترتیب سے حاصل ہو تو اس کو سالک کہتے ہیں۔ اور اگر سلوک کے بعد جذبہ ہو اُسکو مجذوب سالک کہتے ہیں۔ اور اگر جذبہ مقدم ہو تو اُسکو بھی مجذوب سالک کہتے ہیں۔ اور واضح ہو کہ اگر یہ فنا اور بقا کا مرتبہ یقین کامل کے ادراک اور دریافت سے حاصل ہو تو اُسکو علم الیقین کہتے ہیں اور اگر مشاہدہ سے حاصل ہو اس طرح کہ اس کے اوصاف تقید سے مطلق میں فانی ہوگئے اور اوصاف مطلقہ ظاہر ہوگئے جیسا کہ بصر حق کہ کسی چیز سے تقید نہیں اور اس کے لیئے کوئی شرط اور حجاب نہیں ہے اس کے لیئے دُور اور نزدیک اور تاریکی اور روشنی برابر ہے ویسے سمع وغیرہ علےٰ ہذالقیاس سالک کے اوصاف بھی مطلق ہوجاتے ہیں۔ اگر یہ حالت کبھی کبھی ہو اس کو عین الیقین کہتے ہیں۔ اور اگر یہ حالت اسپر دائمی ہو اور اوصافِ حق سے موصوف ہو تو اُسکو حق الیقین کہتے ہیں۔ اگرچہ انسانی اوصاف الٰہی اوصاف کے ظل ہوتے ہیں لیکن وہ شرطوں اور عدم موانع سے متقید ہیں اور زائل ہوجاتے ہیں اور فی الجملہ ایک اثر ظاہر ہوتا ہے نہ کہ تمام۔ پس اگر تمام ظاہر ہو اور صفات فعلیہ موت اور زندگی وغیرہ افعال ہیں اسنے قدرت حاصل ہوجاوے اور وہ ہمیشہ رہے تو وہ مرتبہ حق الیقین کو پُہنچ جاتا ہے اور سالک جبکہ مرتبہ حقیقت میں ہے کہ سب کو ذات واحد میں محو دیکھتا ہے اور اس مرتبہ میں کچھ بھی فرق نہیں کرتا۔ اور بیرنگی اور یگانگی کے سمندر میں غوطہ زن ہے اسکو حقیقت کہتے ہیں۔ اور جب بیرنگی سے رنگ میں ظہور کرے۔ اور مطلق کو (مقید ظہور میں) دیکھے اور ہر ایک کا خاص صفات کے ذریعہ دوسرے سے فرق کرے اسکو معرفت کہتے ہیں۔ چنانچہ شیخ ابن العربی فصوص میں فرماتا ہے:۔

فالکمال ہو ظہور الحق بصورۃ المتجلے لہ واذلیس وراءہ الا العدم المحض فلا تتعب نفسک فی ان ترقی اعلیٰ من ہذہٖ یعنی کمال سالک وہ ہے کہ خدا اُس کی نظر میں اُسی کی صورت میں ظاہر ہو یعنی خدا کے ظہور کو خود میں دیکھے اور اسکے پرے سوائے عدم محض کے اَور کچھ نہیں۔ پس اس سے بلند تر مقام پر پُہنچنے اور ترقی کرنے کے لیئے اپنے آپ کو تکلیف میں نہ ڈالے۔ اور شیخ نے فصوص میں فرمایا ہے کہ اگر تو

حقیقت پر نظر کرے تو تو عین حق ہے - اور اگر اپنے تعینات پر نظر کرے تو تو غیر حق ہے - اور واضح ہو کہ خدائی تجلیات چار قسم ہیں - اول علمی عینی تجلی جس کے ذریعہ صور علمیہ ظاہر ہوتی ہیں - دوم تجلی وجودی جس سے خارجی اشیاء کے حقائق ظہور پذیر ہوتے ہیں - تیسری تجلی شہودی جو اہل شہود پر ظاہر ہوتی ہے - اور اس تجلی کی دو قسمیں ہیں - ایک یہ کہ سالک کی نظر شہود سے لباس غیریت دور ہو جاوے اور اشیائے خارجی کو اسی کی تجلی سے دیکھے اور غیر حق اسکی نظر میں نہ رہے - دوسرا یہ کہ خدا عالم مثال میں جلوہ گر ہو مطلق مقید کے ساتھ تمام موجودات کی صورتوں میں یا انوار کی صورتوں میں یا معانی ذوقیہ کے لباس میں جلوہ گر ہو - یا معانی اور صورتوں کے سوا کہ کسی مرتبہ میں اسکا مظہر ہو جلوہ گر ہو اسی کو تجلیات ذاتیہ کہتے ہیں - اور اسکا اثر یہ کہ اسکو محو اور تمام چیزوں کو سالک کی نظر میں مضمحل کر دیتا ہے نیز اور تمام چیزیں مضمحل ہو جاتی ہیں - اور اطلاق اور ذات کے مرتبہ کے سوائے کسی چیز کے لیئے نہیں رہتا تیسری اعتقادی تجلی ہے جو اصحاب فضل کے مقیدہ اعتقادات کی صورتوں کی تقلید کے فکر سے حاصل ہوتی ہے -

واضح ہو کہ اکثر بزرگ فرماتے ہیں کہ سالک ہمیشہ ذات محض کی نسبت میں کہ جسکو نسبت بلا کیف کہتے ہیں مشغول ہو اس طرح کہ اپنی دلی توجہ کو اس ذات پر جو پاک اور مقدس ہے اور جو احاطہ فکر و ادراک سے بالاتر ہے لگائے اس طرح کہ دن رات دل کی آنکھ اسی پر لگی رہے اور دلی توجہ اس طرف سے نہ پھرے - اور اپنے آپ کو اور عالم کو بالکل دل میں نہ لائے اور اسی حال میں ہمیشہ مشغول رہنا چاہیئے - اور مبتدی کو مرشد کی صورت کا تصور بھی ضروری ہے کہ مرشد کے ساتھ دل کے ملجانے سے اُسکے باطن سے سالک کے باطن کو فیض پہنچتا رہتا ہے - اور شغل اور اس نور کے حاصل کرنے کے وقت سالک پر مثالی صورتیں اور ناسوت اور ملکوت تک کے حالات بھی منکشف ہو جاتے ہیں اور اس قدر توجہ نکرے یہاں تک کہ جبروت میں بھی بند ہو جاوے تو اور لاہوت اور ہاہوت کے درجہ پر پہنچ جاوے اور سالکوں کی رہنمائی کے لیئے تنزل کرے تو مضائقہ نہیں ہے -

واضح ہو کہ طریقہ قادریہ میں شوق اور درد اور سکر اور حال اور ذکر اور فکر غالب

ہوتا ہے - اور طریقہ نقشبندیہ میں ذکر میں جمعیت اور مراقبہ ہوتا ہے اور نسبت لطیف ہے - اور یہ بھی واضح ہو کہ اگر یادِ حق حروف اور الفاظ میں مثلاً اللہ یا لا الٰہ الا اللہ وغیرہ وغیرہ الفاظ سے ہو تو اسکو ان بزرگوں کی اصطلاح میں ذکر کہتے ہیں اگرچہ دل اور تصور سے ہی ہو اور خدا کا ملاحظہ سوائے الفاظ کے ہو تو اسکو فکر کہتے ہیں - اور نیز یہ بھی واضح ہو کہ فنا اور بقا دو قسم ہے -- ایک تو علمی فنا اور بقا ہے کہ سالک کے ادراک اور علم میں غیر حق معدوم ہوتا ہے اور خدا کی صفات اور ذات کے تمام مظاہر نظر آتے ہیں - دوسرا فنا حقیقی ہے جس سے مراد ہے کہ سالک کی تمام صفات فی الجملہ مٹ جاویں اور بجائے اسکے صفاتِ حق ظہور پذیر ہوں یعنی یہ صفات جو حقیقی صفتوں کے انعکاس کے محل اور مقید تھے بعض قیود اور شرائط سے اس میں وسعت پیدا ہو کہ قیود ان سے رفع ہو جاویں اور اخلاق کے درجہ پر پہنچیں اور اصل کی طرح ہو جاویں چنانچہ بشر کی بینائی مشروط بمقابلہ دیکھے اور آن دیکھے قرب اور روشنی کے ذریعہ آنکھوں سے مخصوص ہے کہ کسی اور عضو سے اور خدا کی بینائی مطلق ہے - کچھ قید نہیں رکھتی - اور کسی شرط سے مشروط نہیں ہے بلکہ ہر حال میں رویت اسکے ساتھ ہے ویسے ہی انسانی سمع بہت سی باتوں پر موقوف ہے بخلاف سمع الٰہی کے اور اسیطرح فعلیہ صفتوں سے مثلاً مارنا جلانا وغیرہ وغیرہ سالک میں ظاہر ہوتا ہے اور امورات میں متصرف ہو جاتا ہے - رزقنا اللہ تعالےٰ وجمیع السالکین الطالبین - اگرچہ طریقت اور حقیقت اور معرفت کی تفصیلیں بہت ہیں لیکن یہاں اسی قدر مختصراً کافی ہے تاکہ ناظرین کو ملال نہ ہو - بقول عزیزی ؎

اندکے پیشِ تو گفتم غمِ دل ترسیدم
کہ دل آزردہ شوی ورنہ سخن بسیار است

اگر اسی پر کوئی عمل کرے تو بہت فائدہ ہو سکتا ہے - واللہ المستعان الموفق للسداد

فصل

ارادت اور بیعت کے مراتب کے بیان میں کہ ظاہری او

باطنی مرید کس طریق پر چلیں اور بیعت کی ارادت کس طرح حاصل کریں اور کس چیز کو اپنے ذمے لیں اور کیا نیت کریں ان میں سے ہر ایک کا جدا جدا صحیح صحیح ذکر کیا جاویگا اور کتاب غوثیہ مصنفہ شیخ محمد غوث گوالیری میں مذکور ہے

واضح ہو کہ مرید کا پہلا فعل ارادت ہے۔ بیعت کے بعد اختیار پیر کے ہاتھ ہے پیر کی زندگی اور مرید کا بالغ ہونا ضروری ہے۔ جب اختیار کے بعد مرید چاہے کہ پھر جائے نہیں پھر سکتا۔ اگر سو جگہ بیعت کرے مرید نہیں ہو سکتا بیعت اسی شخص کی ثابت ہے جس سے پہلے بیعت کی ہے اسکا رد کرنا یا قبول کرنا اسی کے ہاتھ ہے۔ یہ بھی ایک قسم کا عقد نکاح ہوتا ہے۔ وہ مجاز ہے یہ حقیقی ہے۔ اور اگر اس سے پھر جائے اور وہ مرید طریقت ہو تو شریعت میں دو معبود کا ماننا کفر ہے۔ ادھر طریقت میں بھی دو پیر دو معبود سمجھو۔ واضح ہو کہ مرید ضروری اوّل نیت کرے کہ اپنے آپ کو شیخ کامل کے ہاتھ میں تخلقو باخلاق اللہ کے مطابق سپرد کریگا۔ اور مشائخ کے گھر میں استعداد اور ارادت کے مطابق جاوے۔ خبر نکرے۔ جب شیخ باہر آوے اسکی پابوسی کی عزت حاصل کرے۔ اور اسکے بعد ادب کے طور پر عرض کرے کہ بندے کی نیت اور ارادت ہے اور جب شیخ اُسکی طرف متوجہ ہو تو عرض کرے کہ خاکسار کی خدمتگاری قبول فرمائیے۔ فقیر اُسکی عرض کو قبول کرے اور اُسکے دونوں ہاتھ ایک دوسرے پر رکھے۔ یا تو اپنے ہاتھ اوپر رکھے یا مرید کے دونوں ہاتھوں کے بیچ میں ہاتھ رکھے اور استغفار اور توبہ نصوح کرائے۔ اور اس حدیث کے مطابق کہ من قال لا الٰہ الا اللہ دخل الجنۃ بلا حساب ولا عذاب۔ تین دفعہ کلمہ طیب کہلائے اور آیہ شریفہ

اِنَّ الَّذِین یبایعونک انما یبایعون اللہ تا عظیماً پڑھے - اور کہے کہ اس طریقہ کے پیروں کی غلامی اور مریدی اور ارادت اور بیعت تو نے قبول کی - مرید کہے کہ میں نے قبول کی - اس کے بعد ارادت کے شکرانہ کا حکم دے - اس کے بعد حاضرین سے مصافحہ کرنے کا حکم دے - اور بیعت میں ان پر عہد کا بجا لانا واجب ہے - اور نفلوں اور اعمال طریقت کے بجا لانے اور منہیات اور مکروہات کے ترک کرنے کا حکم دے اور اسیقدر حکم دے کہ جو حلال ہے اُسکو حلال اور جو حرام ہے اُسکو حرام سمجھے - اور واضح ہو کہ بچپن کے وقت اگر ماں نے مرید کرایا ہو تو جائز نہیں جبکہ ماں ولی نہیں ہے تو اُسکو مرید کرانا نہیں چاہیئے - باپ کو جو کہ ولی مطلق ہے مرید کرانے کے متعلق کیا حکم ہے - دانا کہتے ہیں عالم آخرت کا معاملہ ہے - باپ کے حکم کا اس میں دخل نہیں - سن بلوغ تک پُہنچنے پر جو کچھ اُسکا حکم ہو کرے - اور بعض بُزرگوں نے اس مسئلے کو نکاح پر قیاس کیا ہے جبکہ لڑکی کو کم سنی میں نکاح کر دیتے ہیں اور وُہی نکاح بڑے ہونے تک قائم رہتا ہے لڑکی بدلی نہیں جاتی بشرطیکہ مرد نامرد ہو تب اُسکا فسخ کرنا جائز ہے - درویش بھی جب رہبری کے قابل نہو اور وارث نبی علیہ الصلوٰۃ وَالسلام نہوا ہو اسی حکم کی ذیل میں ہے - اور جب بچپن میں بڑے بھائی نے مرید کرایا ہو تو جب صاحبِ ارادت بالغ ہو اگر پچھلی ارادت اور بیعت کو قبول کرے تو یہ بیعت درست ہے ورنہ جہاں چاہے بیعت کرے - اگر بالغ مرد علم نہیں رکھتا تھا اور بیعت کو لوگوں کے رسمی طریق پر اُٹھایا پھر عالم ہوا اور عقول معرفت کو پہچانا اور ایسے آدمی سے جو مطلق معرفت سے ناواقف تھا بیعت کر چکا تھا - ادھر مرد کامل پیدا ہوا اور اس سے باطنی فائدہ حاصل ہوا - اور سچی معرفت حاصل ہوئی - تو حکم ہے کہ وہ رسمی بیعت بطور تیمم کے ہے اور کامل مرد پانی کی طرح ہے - جب پانی مل جائے تُو تیمم جائز نہیں ہے اور بعض کہتے ہیں کہ رسمی بیعت نہ چھوڑے لیکن درویش کامل کو بطور مرشد کے اختیار کرے - آجکل عموماً اسی قول پر بزرگوں کا اتفاق ہے - نیز ایک نابالغ کو چند آدمی جو اُسکے پاس رہتے ہیں کہیں بیعت کرائیں وہ بیعت درست نہ ہوگی - سن بلوغ کو پُہنچکر وہ مختار ہے - ایسے ہی اگر کسی آدمی کو بہ تکلف بیعت میں لاویں تو وہ بیعت نہیں ہے جب تک کہ وہ اپنی رضا و رغبت سے نہ آوے - اور اسی طرح اگر کوئی صاحب تصرف

درویش ہو اور کسی کا ہاتھ پکڑے اور وہ ذرا انکار نکرے جو درویش کہلائے وہ کہتا چلا جائے تو وہ مرید ہو جاتا ہے۔ واضح رہے کہ مست کی بیعت میں اختلاف ہے بعض کہتے ہیں مست کی بیعت درست ہے کیونکہ مستی اور ضعف عارضی ہیں۔ حالت ہوشیاری میں جو اُس کے دل میں ہوگا وُہی ظاہر ہوگا کل اناء یترشح بمافیہ پس اسکی بیعت درست ہوگی۔ اور بعض مشائخ کہتے ہیں کہ مست کی بیعت روا نہیں ہے کیونکہ بیعت میں تصفیہ شرط ہے اور مست میں تصفیہ نہیں۔ پس مست کی بیعت درست نہیں ہے۔ اگر مست دیوانہ اور دیوزدہ بیعت کرے درست نہیں ہے افاقہ کے بعد پھر عود کرے۔ ویسے ہی اگر کوئی غلام اپنے آقا کی رضامندی کے بغیر کہیں مرید ہو جائے تو جائز ہے کیونکہ یہ معاملہ آقا کے مِلک میں نہیں ہے۔ اور اگر کوئی عورت اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر کہیں مرید ہو جائے اِسی حکم میں ہے اور جائز ہے مرد معنوی پہلے شیخ کی خدمت میں آتا ہے۔ برسوں پانی اور لکڑی ڈھو ڈھو کر شیخ کا ڈھنگ سیکھتا ہے۔ جب شیخ اپنے باطن سے کچھ عنایت کرتا ہے تو وہ بیخود ہو جاتا ہے اور فنافی اللہ ہو جاتا ہے۔ اس درجے پر پہنچکر بھی اگر ارادت کرے تو جائز ہے۔ اور واضح ہو کہ جب جناب حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے حضرت امیر المومنین علیؑ کو خلافت ملی اور وہ اولیا کے سردار مقرر ہوئے۔ ولایت کا سلسلہ ان چار حضرت علیؓ۔ حضرت عثمانؓ۔ حضرت عمرؓ۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہما کو عطا فرمایا ہی امام حسن اور امام حسین علیہم السلام کو جب خلافت اور ولایت سلطنت ملی تو اپنے بھائی کے سوائے کسی اَور کو نہ بخشا اور نہ مقرر کیا۔ لیکن خلافت اور ولایت کی ولایت جب حضرت امام حسین علیہ السلام کو ملی تو اُنھوں نے اپنے بیٹوں کو اِسنے بہرہ ور کیا اور ظاہری اور باطنی رہنمائی کے علاوہ ولایت کا وارث بنایا یہاں تک کہ حضرت امام جعفر صادقؓ سے آگے پھیلی۔

ایضاً۔ جب ولایت کی خلافت حضرت کمیل بن زیاد کو ملی کئی آدمی اُن سے مستفیض ہوئے چنانچہ بعض طریق اُن تک پہنچتے ہیں۔ اور جب حضرت شیخ حسن بصری کو خلافت ملی تو اُن سے بہت لوگوں کو فیض پہنچا۔ اور بہت سے سلسلے اُن تک پہنچتے ہیں۔ سلسلے کے سردار حضرت علی ولی رضی اللہ تعالےٰ عنہ ہیں اور چاہیئے کہ

بیعت کے بعد مرید یہ عبارت کہے - اشھد ان امیرالمؤمنین و امام المتقین وصی رسول اللہ اسد اللہ الغالب مولٰنا و سیدنا علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ - لیکن وارث معصوم کا حق خدا اور اسکے رسول کی طرف سے اور سلسلہ حسنؑ و حسینؑ اور کمیل بن زیاد اور حسن بصری (الی آخرہ) اور سلسلہ معرفت ان سے جاری ہوا - یہاں تک کہ سید الطائفہ حضرت جنیدؒ بغدادی پر اور ان سے اس آدمی پر جسکو خدا چاہے پہنچا -

واضح ہو کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلّم سے جب خلافت حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو عطا ہوئی یہ باطن کی طرف مشغول رہتے تھے - اور کمالات باطنی میں سے سوائے ایک شخص محمد ابی بکر کے کسی پر مہربانی نہ ہوئی اور سلسلہ نقشبندیہ ان تک پہنچتا ہے - اور انھوں نے کسی کو کچھ عنایت نہیں کیا - اور جب حضرت عمرؓ کا دورِ خلافت آیا تو وہ انصاف اور شرع کے مسائل کے جاری کرنے میں مشغول تھے اور نسبت باطنی کے متعلق کسی کو کچھ نہیں فرمایا - اور جب حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خلافت ملی تو وہ قرآن کے جمع کرنے اور مسائل شرع کی ترویج میں مشغول رہے - اور نسبت باطنی کی طرف مشغول ہوئے لیکن کسی کو اس کے متعلق کچھ ارشاد نہیں کیا - اور جب حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو خلافت ملی تو انہوں نے چار خلیفوں کو کمالات باطنی عطا فرمائے - حضرت امام حسن رضی اللہ تعالےٰ عنہ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالےٰ عنہ اور حضرت کمیل بن زیاد رضی اللہ تعالےٰ عنہ حضرت شیخ حسن بصری رضی اللہ تعالےٰ عنہ - اور انھی کو چار پیر کہتے ہیں - اور حضرت شیخ حسن بصریؒ نے اگرچہ حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے فیض حاصل کیا ہے لیکن ان کے پیر صحبت حضرت کمیلؓ تھے کیونکہ حضرت کمیلؒ کو حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے بہت صحبت رہی ہے - اور حضرت شیخ حسن بصری کے دو خلیفے ہوئے - حضرت حبیب عجمی اور حضرت عبدالواحد بن زید - نو سلسلے تو حضرت حبیب عجمی تک پہنچتے ہیں اور چار سلسلے حضرت عبدالواحد بن زید تک اور ایک سلسلہ حضرت کمیل بن زیاد تک پہنچتا ہے کیونکہ وہ زیادہ ارشاد کی طرف راغب نہیں ہوئے - اور بعض کہتے ہیں کہ حضرت عبدالواحد تک پانچ سلسلے پہنچتے ہیں - کیونکہ حضرت کمیلؒ نے

استغراق باطنی اور کثرت اشغال کے سبب سے اپنی اجازت بھی حضرت حسن بصریؒ کو دیدی۔

اور واضح ہو کہ سید کے اپنے ابائی سلسلے میں بیعت کرنے کی بابت کیا رائے ہے۔ اسکا جواب یوں دینا چاہیئے کہ یہ حکم بارہ اماموں تک تھا کہ امامت حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پشت بہ پشت پہنچی اور اسکے بعد سید ہر طرف پھیل گئے اور اپنے والد کی طرف سے بھی نسبت حاصل کی اور طریق معہود کی رعایت نہ کی پس سیادت شرف جدا ہے اور طریق معرفت جدا۔ چاہیئے کہ کامل اور عارف مرشد اختیار کریں اور اپنی سیادت ہی کو مدنظر نہ رکھیں۔

نیز جاننا چاہیئے کہ ایک درویش نے کہیں تو بیعت کی اور کہیں خلافت حاصل کی۔ اور کئی جگہوں سے بعض باتوں کی بابت ارشاد حاصل کیا اور ہر ایک سے کچھ نہ کچھ حاصل کیا۔ چنانچہ فرمایا ہے کہ بعض نے تو ایک پیر ہی سے خدا پا لیا بعضوں نے دس پیروں سے اور بعضوں نے ستّو سے جیسے کہ حضرت مخدوم جہانیاں نے ذکر کیا ہے جب انکا کام بن گیا تو یہ سب پیروں کے وسیلے سے ہے۔ پس لوگوں کی کس نسبت سے رہنمائی کرے۔ پیر بیعت سے نسبت دے یا پیر خلافت یا پیر ارشاد سے۔ یہ معلوم کرے کہ وہ جو پیر بیعت تھا وسیلہ تھا یا تو عارف ہوگا جب عارف ہوا وسیلہ اٹھ گیا کیونکہ اُسنے علم حاصل کر لیا اور اور دوسرے پیران علم کے نیچے اپنے آپکو چھوڑ کر اس درجہ تک پہنچ جائیگا۔ اس جماعت کی طرح اپنے دریافت پر نظر کرے جس مقدار میں اُنسے پہنچا ہو اُسیقدر اُنسے اطاعت کرائے اگر ایسا نکرے تو بے دیانت ہوگا۔ اور آخر کار اُسکے سلسلہ میں نعمت اور برکت نہیں رہیگی۔ ایک آدمی نے ولایت اور ارشاد کا تمام کام ایک درویش سے حاصل کیا اور اُسے خلافت حاصل نہوئی۔ پس اُسنے سلسلہ کے مشائخ سے خلافت حاصل کی ان میں سے کس کا حق اپنے اوپر غالب سمجھے۔ حق مرشد اُسپر غالب ہے کیونکہ مرشد کا حق خدا اور رسول صلے اللہ علیہ وسلم کے حق کی طرح ہے۔ اور حق خلافت سلسلہ کی صحت کے مقدار کے موافق ہے اس کو پیر خلافت کہتے ہیں۔

نیز ایک آدمی نے خدا تعالےٰ کی مہربانی سے خود بخود ولایت حاصل کی

ولایت کے کسی ولی اور مشائخ اور سلسلہ کو نہیں پایا - اور ولایت کا شجرہ کسی سے
نہیں پایا - یہاں تک کہ مبداء اور معاد کی ہیئت شروع سے لیکر آخر تک ظاہر کی
اور چند معتبر محققین نے اُسکی ولایت پر یقین کیا ویسا ہی اگر دو ایک کی مدد کرے
ممکن ہے کہ راہ دکھائے - اور اگر اپنی حد سے آگے بڑھے تو گمراہ اور گمراہ کرنے والا
ہوگا کیونکہ وہ ولایت محمدی سے وابستہ نہیں ہے اور سلسلہ وار نہیں ملا ہے
جس قدر کہ اُسکو اشارہ ہوا ہے ولایت کی قوت سے اُسکو کہا گیا ہے کیونکہ وہ عام
ہے ممکن ہے کہ ایک دو کو پہنچنا ممکن ہو - اور بعض کتابوں میں بزرگوں نے لکھا ہے
کہ مرید کرنے کا طریق یہ ہے کہ شیخ اور مرید دونوں باوضو ہوں - ان میں سے ایک
قبلہ رُو ہو دوسرا اُسکے مقابل ہو - شیخ مرید کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھے - یعنی مرید کا
قبضہ پیر کے قبضے میں ہو - اور تین بار استغفار اور آیت اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ
اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰہَ یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْھِمْ فَمَنْ نَّکَثَ فَاِنَّمَا یَنْکُثُ عَلٰی نَفْسِہٖ وَمَنْ
اَوْفٰی بِمَا عٰھَدَ عَلَیْہُ اللّٰہَ فَسَیُؤْتِیْہِ اَجْرًا عَظِیْمًا پڑھے - اس کے بعد
پیر کہے مجھکو میری وساطت سے تو نے پیری میں قبول کیا - مرید کہے میں نے
قبول کیا - اس کے بعد پیر کہے الحمد للہ رب العالمین اِس کے بعد اُسکے
ہاتھ سے ہاتھ اُٹھالے اور قینچی لیکر دائیں کان کے اُوپر سے بال کاٹ دے اور
بائیں طرف سے بھی جس سے یہ مطلب ہے کہ اُمیدیں اور آرزوئیں قطع کردیں -
اور اگر مرید کا سر مُنڈا ہو تو پھر کچھ حاجت نہیں ہے - اور مناسب ہے کہ مرید اسوقت
شکرانہ کے نفل پڑھے - پہلی رکعت میں سورۃ اخلاص سورۃ کافرون اور دوسری میں
سورۃ اخلاص پڑھے اور خدا تعالےٰ سے دعا مانگے قبول ہو جائے گی - اسکے بعد
پیر اپنے سر سے ٹوپی اُتار کر مرید کے سر پر رکھے - اور مرید اس ٹوپی کو تین دن تک
اپنے سر پر رکھے - اس کے بعد وہ کلاہ اور پیروں کا شجرہ اسمار شیخ کی مہر سے
لیکر عزت و حرمت سے اپنے پاس رکھے - اور شیخ اُسکو اُسی مجلس میں ذکر کی
تلقین کرے اور صحیح عقیدے سکھائے اور کہے کہ جو شرع میں حرام ہے اُسکو حرام سمجھو
اور جو حلال ہے اُسکو حلال جانو - اور اُسکے حق میں ہدایت اور رشد کی ہدایت
کرے - اوّل وہ کہ بزرگوں سے منقول ہے کہ اوراد فتحیہ بھی نماز فجر کے بعد

پڑھے تو بہتر ہے اور سورہ یٰسین بھی صبح کے وقت افضل ہے جیساکہ حدیث میں ہے یا حیّ یا قیوم برحمتك استغیث اصلح لی شانی کله ولا تکلنی الیٰ نفسی طرفة عین ولا الیٰ احدٍ خلقك سَو دفعہ پڑھے اور سَو دفعہ سلامٌ قولاً من ربّ الرحیم پڑھے ۔ زہر اور آفات سے بچنے کے لیئے پڑھے جیساکہ حدیثوں میں مذکور ہے ۔ اور کلمہ لا الٰہ الّا اللہ کا ذکر کئی ہزار دفعہ دل کو حاضر کرکے خلوت میں پڑھے ۔ زبان سے پڑھے اور دل میں اس کا تصور رکھے اور قلب سے بھی یہ کلمہ بہت پڑھے ۔ اور اَللّٰہُ الصَّمَد کا اسم چند روز تک ہر قسم کے دینی اور دُنیاوی مطالب کے حصول کے لیئے ہزار بار پڑھے انشاءاللہ تعالےٰ کامیاب ہوجائیگا ۔ اور خُدا کے ۹۹ ناموں کا ذکر ہر نماز کے بعد ایک ایک دفعہ یا صبح کے وقت تین تین دفعہ پڑھنے سے بڑا فائدہ حاصل ہوتا ہے اور اگر نفس سلطان کے تسخیر اور ظاہری اور باطنی آفتوں کے دُور کرنے کے لیئے دعائے حزب البحر مصنفہ شیخ ابو الحسن شاذلی جوکہ جناب پیغمبر علیہ افضل الصلوٰة والسّلام کے ارشاد سے القاہوئی ہے صبح اور عصر کو پڑھا کرے تو مفید اور مجرّب ہے ۔ اور درود شریف کی کثرت جناب پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کے دربار کی تقرب اور دل کی نورانیت کا باعث ہے اور اسمائے عظام جوکہ چالیس اسم ہیں صبح کے بعد ایک دفعہ پڑھا کرے تو بہتر ہے ۔ اور اگر سورہ یوسف تہجد کی نماز کے بعد یا عین نماز تہجد میں بطریق ہمیشگی کے پڑھے خدا تعالےٰ اُسکو محتاج نہیں کریگا اور جناب حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے رسالہ کیمیا میں یوں مذکور ہے اوّل دسؔ دفعہ درود اور سات دفعہ تسمیہ اور دسؔ دفعہ الرٰ تلك اٰیٰت الکتاب المبین پڑھے اور دسؔ دفعہ ویتمّ نعمته علیك " کے لفظ اور " واللہ المستعان علیٰ ما تصفون" کے کلمے کو سَو دفعہ اور " اللہ غالب علےٰ امرہٖ " کو دسؔ دفعہ اور " فھو کظیم " کو دسؔ دفعہ اور اسکے بعد " لا الٰہ الّا انت سُبحانك انّی کنت من الظالمین " دسؔ دفعہ اور " افوض امری الی اللہ دسؔ دفعہ اور پھر سجدہ کرے اور اسمیں نعم المولیٰ ونعم الوکیل غفرانك چالیس دفعہ پڑھے اور چالیس ہی دفعہ بارك وسلم پڑھے اور دعا مانگے اور جب یہاں تک پہنچے انی لطیف لما یشا

سّو دفعہ پڑھے اور انت ولیِّ فِی الدّنیا سو دفعہ پڑھے اور سورہ کو ختم کرکے استغفار پڑھے اور دعا مانگے توفنی مسلماً والحقنی بالصّالحین + اور لکھا ہے کہ جو ہمیشہ یہ کرے مخلوقات سے بے نیاز ہوگا +

فصل

حضرت والد مرحوم اور پیروں کے شجروں اور بعض بزرگوں کے حالات میں کہ جن کی خدمت سے فقیر نے کچھ فیض حاصل کیا +

اس اور اس عاجز کے والد سید حسن رضی اللہ عنہ کا نسب کئی واسطوں سے سید عبد القادر الحسنی الحسینی الجیلانی رضی اللہ عنہ تک پہنچتا ہے جیسا کہ درج ذیل ہے

حضرت سید حسن بن سید عبداللہ بن سید محمود بن سید عبد القادر بن سید عبد الباسط بن سید حسین بن سید القطب العالم بن سید احمد بن سید شرف الدین قاسم بن سید شرف الدین یحیٰی بن سید بدر الدین حسن بن سید علاء الدین علی بن سید شمس الدین محمد بن سید شرف الدین یحیٰی بن سید شہاب الدین احمد بن سید قطب العالم بن سید صالح النصر بن قطب الدائرہ سید عبد الرزاق بن قطب ربانی غوث صمدانی حضرت سید عبد القادر جیلانی الحسنی الحسینی رضی اللہ تعالےٰ عنہ وعنہم اجمعین +

اس عاجز کے دادا کا نام حضرت سید محمود ہے - بغداد سے ملک ٹھٹہ میں تشریف لائے - اور وہاں سادات کے خاندان میں سے ایک کے ہاں آپکی شادی ہوگئی اور عاجز کے والد وہاں پیدا ہوئے - چونکہ بچپن ہی سے آپ پر محبت الٰہی غالب تھی - اپنے والد ماجد اور بعض دیگر بزرگوں کی خدمت میں مشغول ہوکر ریاضتوں اور مجاہدوں اور صفائی دل اور عزلت اور تنہائی میں بسر کرتے تھے - اپنے والد کے انتقال اور حصول کمال کے بعد عزم سفر کیا - ہند اور عرب کی سیر کی - بزرگوں کی

زیارات سے مستفید ہوئے - اکثر شہروں میں بزرگوں کی خدمت میں خلوت میں بیٹھے چلے کاٹے اور فائدے اُٹھائے اسکے بعد سیر کے طور پر ملک پشاور میں تشریف لائے - کچھ مدت کے بعد باطن میں حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ سے حکم ملا کہ تم اسی مُلک میں قیام کرو اور سیاحت چھوڑ دو اور شادی کر لو - اسکے بعد آپ نے غور کی کہ اگر صحیح النسب سیدوں کا کوئی بڑا خاندان ہو تو وہاں شادی کیجاوے - چونکہ حضرت سید عباس فقیر کے ماموں اور حضرت سید علی ترمذی اور سید علی ہمدانی قدس اللہ اسرارہم کی اولاد میں سے صحیح النسب تھے اور پورے متقی و پرہیزگار تھے اور کمالات ظاہری و باطنی میں کامل تھے اُن کی ہمشیرہ سے جو کہ عاجز کی والدہ ہیں حضرت والد ماجد کی شادی ہو گئی اور فقیر پیدا ہوا - جب عاجز کی سات سال کی عمر ہوئی تو بہتیرا ہی قرآن پڑھا ضبط نہوا - بڑا ہی کم فہم اور غبی تھا عاجز کے والد نے باطن میں جناب پیر دستگیر صاحب کے حضور میں عرض کی کہ اس لڑکے پر مہربانی فرماویں - آپ نے مہربانی کی اور علم ظاہر و باطن کا حصہ ملا - اس کے بعد تو خدا کے فضل سے علوم کے دروازے کھل گئے اور تھوڑے سے ہی عرصہ میں ظاہری علم حاصل ہو گیا چنانچہ اُنیس سال کی عمر میں مروجہ کتابوں کو میں نے پڑھ لیا - مطوّل کو چھ ماہ میں پورا کیا اور دوسری کتابوں کو بھی بڑی سرعت سے پڑھ لیا - اثنائے تعلیم میں بھی خاکسار کو طلب حق کا بڑا ہی شوق دامنگیر تھا لیکن حضرت والد ماجد فرماتے کہ تحصیل علم سے فارغ ہو چکنے کے بعد تمہیں کچھ بتلایا جاوے گا چونکہ فقیر کو طلب بہت تھی فقرا اور مشائخ میں سے جسکو میں سُنتا اُسکی خدمت میں حاضر ہوتا - چنانچہ حافظ عبد الغفور نقشبندی پشاور میں ایک درویش مرد تھے - فقیر اُنکی خدمت میں جاتا اور فیض صحبت سے مستفید ہوتا اور شیخ یحییٰ قدس سرہٗ کی خدمت میں جو کہ اٹک میں رہتے تھے اور بڑے ہی بزرگ اور تارک الدنیا اور خدا یاد آدمی تھے اور ہر وقت مراقبہ میں رہتے تھے میں جانے اور اُن کی صحبت میں رہنے لگا - اور شیخ مذکور ساری رات مراقبے اور حبس دم میں گزارتے تھے کبھی ایک نفس اور کبھی دو نفس اور کبھی تین یا چار نفس پر رات گذارتے تھے اور دنیا اور دنیا داروں کی طرف نظر اُٹھا کر بھی نہیں دیکھتے تھے اور فقیر پر بھی مہربان رہتے اور توجہ فرماتے تھے اور بعض باتیں اُن سے حاصل

ہوئیں اور میرے والد ماجد کا طریق تھا کہ فقرا اور مساکین کی بڑی خدمت کرتے اور
سب سے بڑی مہربانی اور شفقت سے پیش آتے گویا کہ سب لوگ آپ کے
عیال ہیں اور ہر روز کئی آدمیوں کو کھانا کھلاتے اور کھانا ہر وقت گھر میں پکتا رہتا
تھا اور گھر کے نوکر دن بھر تقسیم کرتے رہتے تھے یہاں تک کہ آدھی رات کو
تقسیم طعام سے فراغت ہوتی اور کھانا کھِلانے یا کسی اَور چیز کے دینے میں اُن کو
ذرا ملال نہ ہوتا تھا۔ اور نقدی اور پارچات بھی دیتے تھے اور لوگوں سے کسی
چیز کے لیئے بھی التجا نہیں کرتے تھے۔ اور حکّام اور بادشاہِ وقت سے وجہ معیشت
قبول نہیں کرتے تھے۔ اور خدا کے غیب کے خزانوں سے اُنھیں مدد ملتی تھی ورنہ
ظاہر میں اُن کے پاس کچھ نہ تھا۔ اور عموماً ضرورت کے وقت باوجود ناداری کے
اُنہیں جو مطلوب ہوتا مِل جاتا تھا۔ بارہا لوگوں نے ایسا دیکھا ہے کہ ذکر اور شغل کی
عبادت میں آپ مشغول رہتے اور رات کو سونا نصیب نہ ہوتا۔ عبادت اور زیادہ تر
مراقبہ میں مشغول رہتے اور وجد اور شوق بہت غالب تھا۔ چنانچہ کوئی آدمی اگر کچھ
پڑھتا یا خدا کا نام زبان پر لاتا تو آپ کے آنسو جاری ہوجاتے اور اکثر روتے رہتے
تھے اور جس کو توجہ دیتے اُسپر بھی شوق اور درد اور شغل کی حالت طاری ہوجاتی
اور اسمارِ الٰہی کی دعوت کے علم میں بھی کامل تھے اور عالم غیب اور اسمار کے موکّل
ان کے مطیع و منقاد تھے۔ آخر عمر تک ذکر اور مراقبے اور شغل لسّانی اور قلبی میں
مشغول تھے۔ اور جن عزیزوں کو عمل اسمار اللہ اور وظائف ظاہری کی طلب ہوتی
اُن کو اسی قسم کی تلقین فرماتے اور اُسکے آثار ظاہر ہوتے اور بعضوں کو سلوک باطنی
کے طور پر ارشاد کرتے اور بعض کو جذبہ اور توجّہ سے ارشاد فرماتے۔ چنانچہ حضرت
غوث الاعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ لوگوں کو ابتدا میں دعوت اسمار اللہ اور وظائفِ
لسانی سے مشغول رکھتے تھے اور وسط عمر میں چونکہ وہ خود بھی سلوک اور شغل باطنی
کی طرف مشغول تھے لوگوں کو بھی اُسی طرف ارشاد فرماتے۔ آخر عمر میں استغراق
اور محویت میں محظوظ تھے اور اس وقت لوگوں کو جذبہ اور نظر توجہ سے تربیت فرماتے
تھے چنانچہ بعضوں کو ایک ہی نظر سے مرتبہ ابدال تک پہنچاتے اور حضرت والد مرحوم
سے بہت سے خوارق عادات ظاہر ہوتے تھے جو اگر لکھے جاویں تو اس مختصر میں

اُن کی گنجائش نہیں - احقر نے تحصیل علم سے فارغ ہونے کے بعد اٹھارہ سال کی عمر میں اس رستہ کو حضرت والد مرحوم سے طلب کیا اور اُنھوں نے قبول کیا اور طریقت اور طریقہ عالیہ قادریہ میں بیعت کر کے شغل اور ذکر کے لیئے فرمایا اور خلوت میں بٹھایا چنانچہ چار چلیوں تک حضرت والد مرحوم کی حضور میں بیٹھا رہا - اور بعض اعمال اور اشغال کو عمل میں لایا اور ایک علیحدہ خالی مکان میں چھ سال تک گوشہ نشین رہکر مشغول تھا - اور ذکر لسانی جہر اور خفیہ طور پر اور ذکر قلبی اور مراقبات کرتا - استعداد اور قسمت کے مطابق حالات وارد ہوتے اور اپنے حال کی حقیقت ہمیشہ آپکی حضور میں عرض کرتا رہتا جو درست ہوتا اُسکی تحسین فرماتے اور جس میں غلطی ہوتی اُسکا تدارک کرتے اور اس کی تفصیلیں لکھنے میں نہیں آتیں شغل اور کسب سے معلوم ہوتا ہے - اور چھ سال کے بعد مہربانی کر کے اجازت نامہ لکھکر مرحمت فرمایا جو درج ذیل ہے ،-

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ الذی نور قلوب العارفین بنور معرفتہ وفصل احوال السالکین علی العالمین بکمال فضلہ وکرمہ والصلواۃ والسلام علیٰ رسولہ سید الانبیاء محمدٍ والہ واصحابہ اجمعین - قال الشیخ العارف قطب الربانی محی الدین سید عبد القادر الحسنی الحسینی الجیلانی الحنبلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ - فما اوصی بہ مریدہٗ قال اوصیك بتقوی اللہ وحفظ طاعتہ ولزوم ظاھر الشرع وحفظ حدودہٖ وان طریقنا ھذا منبیٔ علیٰ سلامتہ الصدر وشاشتہ الوجوہ وبذل اللہ وکف الاذی والصفح عن عثرات الاخوان ونصیحتہ الاصاغر والاکابر وترك الخصومتہ فی الاصاف وملازمتہ الایثار ومجانبتہ الانکار وترك صحبتہ من لیس من طبقھم والمعاونتہ فی الدین والدنیا وحقیقتہ الفقر ان لا تفتقر الی من ھو مثلك وحقیقتہ الغنی ان تستغنی عمن ھو مثلك ولیس التصوف ما اخذ عن القیل والقال لکن عن الجوع وترك الدنیا وقطع الشھوات

والمستحسنات واوصاك اذا لقيت فقيرا اتاك ان لا ابتداءه بالعلم بل بالرفق فان لم يوحشه والرفق يونسه واوصيك ان لا تصحب الاغنياء بالتعزز والفقراء بالتذلل وحسبك من الدنيا شيئان صحبة ولي وخدمة فقير هذه وصية لمن سمعها وسائر الفقراء والمريدين كثرهم الله تعالى وفقك الله تعالى وايانا لما ذكرنا وبعد فيقول العبد الفقير الفاني سيد حسن قادري اني لبست الخرقة الشريفة لاجازة الطريقة القادرية باذن قطب رباني والغوث الصمداني سيد عبد القادر الجيلاني رضي الله تعالى عنه لولدي وابني سيد محمد غوث جعله الله بالعهد وافياً قوياً في دينه وثابتاً بصفاء يقينه واستخرت الله تعالى واحببت ان اخبره فاخذت عليه العهد واقمته خليفة على سلك السالكين وتربية المريدين الفقراء والصالحين والاولياء المعتبرين في الطريقة القادرية في الارض شرقاً وغرباً وان يجلس على السجادة سالكا اركانها بالزهد والورع وان يلبس لمن راه اهلاً وان يلقن الذكر كما تلقن مني من غير زيادة ولا نقصان فيه وان يتقي الله في سره وجهره وان لا ينساني من الدعاء ثم اني لبست الخرقة الشريفة من والدي ومرشدي سيد عبد الله وهو من والده ومرشده سيد محمود وهو من والده ومرشده سيد عبد القادر وهو من والده ومرشده سيد عبد الباسط وهو من والده ومرشده سيد حسين وهو لبسها من والده ومرشده سيد احمد وهو من والده ومرشده سيد شرف الدين قاسم وهو من والده ومرشده سيد بدر الدين حسن وهو من والده ومرشده سيد شمس الدين محمد وهو من والده ومرشده سيد شرف الدين يحيى وهو من والده ومرشده سيد شهاب الدين احمد وهو من والده ومرشده سيد صالح ابي النصر وهو من والده ومرشده سيد عبد الرزاق وهو من والده ومرشده القطب الرباني غوث صمداني سيد عبد القادر الحسني الحسيني الجيلاني رضي الله تعالى عنه وهو لبسها من مرشده وشيخه ابي سعيد بن مبارك رضي الله تعالى عنه المخزومي وهو لبسها

من مرشدہٖ وشیخہٖ شیخ ابوالحسن علی ابن محمد ابن یوسف القریشی الھکاری وھو من مرشدہٖ وشیخہٖ ابو الفرح الطرطوسی وھو من مرشدہٖ وشیخہٖ شیخ عبدالواحد عبدالعزیز یمنی وھو من مرشدہٖ وشیخہٖ شیخ ابوبکر شبلی وھو من مرشدہٖ شیخ جنید بغدادی سید الطائفہ وھو من مرشدہٖ وشیخہٖ شیخ سری سقطی وھو من مرشدہٖ وشیخہٖ شیخ معروف کرخی وھو من مرشدہٖ وشیخہٖ شیخ داؤد طائی وھو من مرشدہٖ وشیخہٖ شیخ حبیب عجمی وھو من مرشدہٖ وشیخہٖ شیخ حسن بصری وھو من مرشدہٖ و شیخہٖ شیخ الاولیاء وسیدھم ابن عم الرسول امیرالمومنین علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہٗ وھو لبسہا من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وایضاً المعروف الکرخی لبس الخرقۃ من مرشدہٖ وامام امام علی ابن موسیٰ الرضا وھو من والدہ ومرشدہٖ امام موسیٰ کاظم وھو من والدہٖ ومرشدہٖ امام جعفر صادق وھو من والدہ ومرشدہ امام العالمین امام محمد باقر وھو من والدہ ومرشدہ سید الساجدین امام زین العابدین وھو من والدہ ومرشدہٖ امام حسین شہید الکربلاء وھو من جدہٖ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وھو من والدہٖ علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہٗ۔

اگرچہ اس عاجز کو اتنے بڑے کام کی لیاقت نہ تھی لیکن حضرت والد ماجد کے تعمیل ارشاد سے عذر اور انکار نہ کرسکا اور جو ضروری تھا اپنے آپ میں میں نہیں دیکھتا تھا۔ اور اعلیٰ مطلوبہ درجہ پر نہیں پہنچا۔ چھ سال کے بعد جناب والد ماجد کا انتقال ہوگیا ۱۲۸۵ہجری ماہ ذیقعدہ اکیسویں تاریخ کو جمعہ کے دن رحلت فرمائی اور اس عاجز کو خرقۂ اجازت بخشی اور وصیت کی کہ محتاجوں اور فقیروں اور ہر نووارد مسافر کی خدمت کیا کرو اور لوگوں سے کسی قسم کی امید نہ رکھو اور امیروں کی طرف التجا اور رجوع نکرو اور جو کچھ بتلایا گیا ہے اس میں لگے رہو اور جو خدا دے اُسپر قانع رہو۔ حضرت والد مرحوم کے انتقال کے بعد خاکسار کو فقیروں سے ملنے اور اُن کی صحبت میں رہنے اور اُن کے طریق کی تلاش کا کمال شوق رہا۔ اسی شہر میں میرے دوست حافظ عبدالغفور کشمیری طریقہ نقشبندیہ میں باثر بزرگ رہتے تھے۔ اُن سے اکثر صحبت رہتی۔ اگرچہ اُن کی صحبت موثر تھی لیکن اسکے میری

اطمینان خاطر نہیں ہوتی تھی۔ آپ نے فرمایا کہ اٹک میں میرے دوست شیخ یحییٰ نامی
ایک باکمال بزرگ ہیں وہاں جاؤ۔ خاکسار پشاور سے اٹک کو روانہ ہوا۔ اور ان کی
خدمت میں پہنچا۔ بڑی شفقت سے پیش آئے۔ چند روز تک آپکی صحبت نصیب
ہوئی۔ اُن کی صحبت میں ذکر قلبی بہت غالب ہُوا۔ حبس نفس بہت کرتے تھے چنانچہ
رات بھر ایک یا دو دم لیتے تھے اور بڑے ریاضت کش تھے اور خُدا کے سوا کسی
طرف دھیان نہیں لگاتے تھے۔ اُن کی نظر میں خاک و زر اور شاہ و گدا یکساں
تھے۔ اور شغل حق کے سوائے انہیں مطلق فرصت ہی نہ ہوتی تھی کہ کسی چیز کی طرف
متوجّہ ہوں۔ اور کسی کو آپکی مجلس میں بات کرنے کی جُرءت نہ تھی۔ جو آپ کے حضور میں
حاضر ہوتا۔ مُہر بلب بیٹھا رہتا۔ اور خُدا ہی کی طرف متوجہ رہتا۔ خاکسار کو اُنکی صحبت
سے بڑا فائدہ حاصل ہوا۔ راتیں بیٹھکر کاٹتے اور ذرا نہیں سوتے تھے۔ اور عشاء کے
وضو سے عموماً نماز تہجد اور نماز صبح پڑھتے تھے اور انکی صحبت بڑی موثر تھی۔ اور
ان سے اکثر کشف اور خوارق عادت ظہور میں آتے۔ اور چارپائی پر نہیں سوتے تھے
نہ تکیہ ہی سر کے نیچے رکھتے تھے اور پیدل سفر کرتے تھے سوار نہیں ہوتے تھے
چنانچہ اپنے مرشد کی حصول زیارت کے لیئے لاہور کا ۱۴ چودہ دن کا سفر تین چار روز میں
پیدل طے کرتے تھے اور خاکسار پر آپکی باطنی توجہ مبذول تھی کبھی زبان سے بھی کچھ
فرماتے تھے۔ چنانچہ ذکر قلبی اور طریقہ حبس اور بعض ابتدائی باتیں جو حبس کے لیئے ضروری
ہیں آپکی صحبت سے حاصل ہوئیں۔ اور آپ نے بھی طریقہ قادریہ نقشبندیہ کی اجازت
خاکسار کو عطا فرمائی۔ اور اٹک کے گرد و نواح میں میاں نور محمد نام خاکسار کے ایک
دوست رہتے تھے جو ظاہری منصب بھی رکھتے تھے اور شاہ ربانا مجذوب کی صحبت سے
آپکو کامل جذبہ عطا ہوا تھا۔ جس پر توجہ فرماتے تھے صاحب حال ہو جاتا تھا۔ انکی خدمت میں
بھی بارہا میں جاتا رہا۔ توجہیں فرمائیں اور اُنکے آثار بھی نظر آئے۔ اور شاہ محمد فاضل
درویش صاحب تاثیر بھی اٹک میں رہتے تھے۔ ان سے بھی کئی دفعہ صحبتیں ہوئیں
میرے ایک اَور دوست شاہ زندہ فقیر تھے جو چالیس سال سے بول و براز نہیں
کرتے تھے اور ایک ہی جگہ بیٹھے رہتے تھے اور بہت کم کھانے کے ساتھ بڑے
ہی صاحب کمال تھے۔ میں اُن کی خدمت میں حاضر ہوا اور درخواست کی

مہربانی کرکے رخصت کیا - اور کابل کے پرگنوں میں سے جلال آباد کے قریب
محمود کامہ ایک جگہ ہے وہاں اخوند محمد نعیم نام میرے ایک دوست ہیں انکو ظاہری
اور باطنی علم میں پوری مہارت تھی - آپکی خدمت میں میں کتاب تلویح اور توضیح پڑھتا
تھا اور خاکسار پر مہربان تھے - خاکسار دو ماہ تک تحصیل علم ظاہری کی غرض سے انکی
خدمت میں رہا - آپ بھی سلسلہ نقشبندیہ کے سلسلے کے طریق کے پیر تھے اور باطن میں
جذبہ بھی رکھتے تھے - لیکن نسبت بالفضل کا باطن میں کچھ اثر نظر نہیں آتا تھا - نیز
پشاور میں ہپکلی سے شاہ حسین نام شافعی المذہب میرا ایک دوست وارد ہوا - بڑا
ہی ریاضت کش مرد تھا اور زبانی وردوں سے پورا شغل رکھتا تھا اور مجھ پر بڑے ہی
مہربان تھے - اُن کی صحبت میں میں اکثر جایا کرتا تھا اور اُن کے اوراد کے سماع میں
دل پر رقت طاری ہوتی تھی - اور کبرویہ طریقہ رکھتے تھے اور پوٹھوہار میں میرے ایک
دوست شاہ چراغ تھے اور وہ بھی پشاور میں آئے ہوئے تھے - کچھ مدت تک
اُن کی صحبت بھی نصیب ہوئی اور وہ قادریہ طریق پر تھے - اور دعوت اسماء کے
دعاؤں اور شغل قلبیہ میں مشغول رہتے تھے اور مجھ پر بڑی مہربانی کرتے تھے اور
اپنے طریق کے متعلق اکثر خاکسار کے سامنے بیان فرماتے رہا کرتے تھے - پرگنہ
اٹک کے شہر ہنڈی میں شاہ لطیف نام ایک مجذوب صاحب کمال اور صاحب
کشف رہا کرتے تھے - ان سے اکثر خوارق عادت ظاہر ہوئے - انکی خدمت میں
دو دفعہ جانے کا موقعہ ملا اور اُن کے خوارق عادت کو بچشم خود دیکھا - ایک دن
آپنے توجہ باطن بھی فرمائی اور مجھ میں کچھ اثر بھی نمودار ہوا - لیکن پھر ایک دن کے بعد
وہ اثر زائل ہو گیا - اس کے بعد فقیروں کے دیکھنے کے لیئے میں نے ایک لمبا سفر
اختیار کیا اور میں گجرات میں پہنچا - اسکے اطراف میں نوشہرہ ایک گانوں ہے وہاں
حضرت شیخ پیر محمد نام سو سال سے زیادہ عمر کے ایک مسن بزرگ رہتے تھے اور
مریدوں میں سے حضرت حاجی گلگو نام ایک صاحب نظر بزرگ تھے - اسقدر جذبہ
تھا کہ توجہ کی ایک ہی نظر سے حرارت اور ذکر قلب اور گریہ اور حال کی حالت اُنپر
طاری ہو جاتی تھی - اب ایک چھوٹے سے باغ میں پڑے تھے - خادم آپ کے
پانوں داب رہے تھے میں نے بھی پانوں دبانے شروع کیئے - آپ نے فرمایا کہ

یہ کون عزیز ہے کہ مجھکو اسکے ہاتھ سے ذکر کی آواز معلوم ہوتی ہے ڈو بار یہ کلمہ فرمایا اور اُٹھکر بیٹھ گئے - اور مجھ سے حال پوچھا اور میرے حال پر توجہ اور مہربانی فرمائی اور تین دن تک مجھکو اپنے پاس رکھا اور ہر روز توجہ فرماتے تھے اور اپنے ہاتھ سے فقیر کے موُنھ میں نوالے دیتے تھے اور اُن کی توجہ سے مجھ میں اثر معلوم ہوتا تھا لیکن زیادہ نہیں - اور نیز مجھکو اپنی ٹوپی اور چادر دی اور اجازت دی اور رخصت کر دیا اور اس کے بعد کہ اُن کی خدمت سے مَیں رخصت ہوا آپنے فرمایا کہ ہمارے دوستوں کو جو گوشہ نشین ہیں دیکھتے جانا اور دو تین دن تک اُن کے یاروں کے دیکھنے کے لیئے بھی ادھر اُدھر جانا پڑا - اس کے بعد مَیں شہر گجرات گیا - اس جذبے سے میں نے اپنے آپ میں کوئی اثر نہ دیکھا - پھر دوسرے دن شیخ کی خدمت میں گیا +

گجرات کے قریب کُنجاہ میں میرے ایک دوست محمد جعفر نام ایک بزرگ رہتے تھے - حبس نفس میں بڑی مشق بہم پہنچائی تھی - اُن کی ملاقات بھی حاصل ہوئی - اُنہوں نے بڑی سخت ریاضتیں اُٹھائیں - چنانچہ ان ریاضتوں کو بذریعہ چِلوں کے عمل میں لایا گیا - کچھ فائدہ تو ہوا لیکن کچھ زیادہ اثر معلوم نہ ہو سکا -

اِس کے بعد لاہور میں جو ایک پُرانا شہر اور بزرگوں کا مسکن ہے میں آیا - اولیاؤں کے بعض مقبروں پر راتیں کاٹیں - میں حضرت میاں میر لاہوری کے مقبرہ پر گیا - اُن کو دیکھا - اُنھوں نے ایک شغل فرمایا اور فرمایا کہ اس شغل میں مشغول رہو اور کسی کو بھی مت بتلاؤ - اس کے بعد میں نے اپنے دوست شیخ حامد نام ایک درویش کی زیارت کی جو پیر علی ہجویری کے مزار کے پاس ہی دفن ہیں - اور اس راستہ کے متعلق اُن سے پوچھا - اُنھوں نے فرمایا کہ رات کو حضرت میاں میر صاحب نے جو آپکو ارشاد فرمایا ہے کافی ہے - اس کے بعد پھر اپنے وطن کی طرف لوٹا اور حضرت میاں میر صاحب اور دیگر بزرگوں کے فرمائے ہوئے شغلوں میں کوشش کی گئی - لیکن سابقہ اشغال کے سوائے جو حضرت ولینعمی جی رضی اللہ عنہ اور شیخ یحییٰ سے حاصل ہوئے کوئی اَور شغل غالب نہ ہوا - نیز لاہور میں خاکسار کے ہمدرد دوست میاں جان محمد صاحب ایک بزرگ تھے - مرتاض اور محدث تھے دعوت اسماء میں

صاحب تاثیر تھے - میاں جان محمد دوم شہر لاہور کے متصل قصاب پورہ میں رہتے تھے - یہ بھی ایک بڑے باکمال بزرگ تھے - ان سے بہت سے خوارق عادت اور کشف ظہور میں آئے - آپ سُہروردیہ طریق پر تھے - دونوں بزرگوں کی زیارت نصیب ہوئی - اور بعض اسماء اللہ کی اجازت حاصل ہوئی - سوائے دعوت اسمار کے کوئی اَور باطنی شغل نہیں فرمایا - میاں نور محمد مدقق بھی لاہور میں ایک فاضل اجل بزرگ تھے - زاہد متوکّل اور مرتاض تھے - طریقہ قادریہ میں بڑی دسترس حاصل تھی - ان کی خدمت میں ایک ماہ تک صحبت نصیب ہوئی - باطنی اشغال تبلائے اور بعض دوسرے بزرگوں کو بھی وہاں دیکھا گیا -

مَیں پھر پشاور کو لوٹا - اور ہندوستان سے شیخ سرور نام ایک درویش پشاور میں وارد ہوا - اسے بھی بارہا ملاقات ہوئی - بعض باتیں تبلائیں جو عمل میں لائی گئیں لیکن کچھ فائدہ نہیں ہوا - شہر پشاور کے قریب قصبہ لنڈی میں ایک مرتاض متقی اور موحّد بزرگ رہتے تھے اور عرصہ چالیس سال سے گوشہ نشینی اور عبادت اور ریاضت میں مصروف تھے اور علم ظاہر و باطن میں شغل رکھتے تھے اور دولتمندوں کو آپکی صحبت میں دخل نتھا اور خادم ہمیشہ کلمہ طیب سے رطب اللّسان رہتے تھے - اور خود بھی صوفی مشرب اور موحّد تھے - ان کی صحبت میں بڑا اثر ہوتا تھا اور خاکسار اکثر اُن کی خدمت میں جاتا اور نصیحت سُنتا - لیکن آپکی خدمت سے مجھے اَور سلوک اور جذبہ حاصل نہوا - پھر کچھ مدّت کے بعد سُنا کہ حاجی گنگوہ کے خاندان میں سے میاں عصمت اللہ ایک بڑے با اثر اور صاحب جذبہ بزرگ ہیں - ان کی زیارت کے لئے پشاور سے گجرات تک گیا - گجرات سے بھی پندرہ کوس تک پرے رہتے تھے وہاں پہنچا اور ان کی زیارت حاصل کی - اگرچہ وہ علم ظاہر اور طریقہ سلوک سے بے بہرہ تھے اور طریقت کے اوصاف سے موصوف نہ تھے لیکن جذبہ کی نسبت غالب تھی کبھی سماع کے وقت توجّہ کرتے تھے اور حاضرین پر حرکت قلب یا رقت قلب اور گریہ کا ایک اثر ہوتا تھا - اور بعض عام لوگوں پر رقص اور بیخودی کی بڑی حالت طاری ہوجاتی تھی - مَیں بھی آپکی صحبت سے مستفید ہوا - ان کی مجلس میں اکثر رقتِ قلب حاصل ہوتی تھی - اگرچہ حرکت قلب پہلے بھی بہت تھی لیکن رونا اور درد انکی صحبت سے

زیادہ ہوا۔ چند روز وہاں رہکر میں رخصت ہوا۔ گھر میں پہنچکر بہت کم اثر باقی رہگیا ایک سال کے بعد میں پھر اُن کی خدمت میں حاضر ہوا۔ پھر اثر بڑھ گیا۔ جب لوٹتا تھا پھر کم ہو جاتا تھا۔ یونہی بارہ سال تک اُن کی خدمت میں بار بار آتا جاتا رہا۔ لیکن باثر کا وہی پہلا حال رہا البتہ سماع کے وقت بڑھ جاتا اور اسکے سوائے وُہی پہلی نسبت قائم رہتی۔

اس کے بعد شاہ جہان آباد کی طرف جانے کا اتفاق ہوا۔ وہاں بھی میاں شیخ محمد چشتی صاحبِ حالت و وجد و سماع ایک بزرگ مرد تھے۔ اُن کی خدمت سے بعض مفید باتیں حاصل ہوئیں۔ شیخ کلیم اللہ نام ایک چشتی فقیر کو دیکھا گیا بڑے عالم و عارف اور زاہد تھے۔ ان سے بہت صحبت رہی۔ ان کی مصنفہ کتاب لقیات جو اُنھوں نے سلوک میں تحریر فرمائی ہے مجھے عنایت کی۔ اس میں اکثر اشغال اور اذکار درج ہیں۔ زبانی بھی بیان فرمائے لیکن اسمیں سے کچھ بھی غالب نہ ہوا۔ سید بھیک نام چشتی کئی ہزار مرید رکھتے تھے اور خادم عموماً پچھلی رات کو ذکر جہر کا بڑا شغل رکھتے تھے۔ حال بہت رہتا تھا۔ ایک عمر رسیدہ اور مجرّد تھے۔ ان کی خدمت میں بھی میں چند روز رہا۔ اور طریقہ چشتیہ کے بعض طریقوں سے مستفید ہوا۔ چنانچہ ذکر سہ پایہ ہشت رکھنی اور محموداً و نصیراً کا شغل اور انکا طریق اور فائدہ ان کی خدمت سے حاصل ہوا۔ بڑے مہربان ہوئے اور رخصت کیا۔

اِس کے بعد سرہند میں حضرت شیخ احمد سرہندی کے پوتوں میں سے صبغۃ اللہ نام ایک بڑے بزرگ اور باکمال مرد رہتے تھے۔ صاحبِ ارشاد اور متبرک اور صاحب تاثیر تھے۔ طریقہ نقشبندیہ میں اپنی نظیر آپ ہی تھے۔ ان کی بھی زیارت نصیب ہوئی۔ میرے حق میں مکرر خاص توجہ فرمائی۔ آپ کی صحبت بھی بڑی موثر تھی۔

اس کے بعد حضرت میاں عبد الاحد المشہور بہ میاں گُل کی زیارت حاصل ہوئی۔ یہ بھی حضرت شیخ احمد سرہندی کی اولاد میں سے تھے۔ انکی صحبت بھی موثر تھی۔ تھوڑے عرصہ میں سالک کا سلوک کامل کرا دیتے تھے۔ اور

حال خوب ہوتا تھا۔ فقیر پر بڑی مہربانی کی اور اپنے دادا کے مزار کے پاس لیجاکر توجہ فرماتے تھے۔ ان کی صحبت میں بھی اثر معلوم ہوا اور سلوک کے بعض مقدمات زبانی بھی بیان فرماتے اور رخصت کے وقت ایک کتاب معجزاتِ نبوی علیہ السلام جو اُن کی اپنی تصنیف تھی فقیر کو دی۔

اس کے بعد لاہور کی طرف دوآبہ میں شیام چوراسی نام ایک گانوں میں میاں شیخ عبد النبی طریقہ نقشبندیہ میں ایک نومسلم بزرگ رہتے تھے کسی تقریب سے لاہور میں تشریف لائے۔ میں بھی دوبارہ ان کی زیارت کے لیئے گیا۔ ہمیشہ شغل میں رہتے۔ بڑے ہی کم گو اور موثر تھے۔ چنانچہ اکثروں کو اُن کے فیض صحبت سے اثر ہوا۔ ان کی مجلس میں بہت کم گفتگو ہوتی تھی مراقبہ کے سوائے اور کچھ کام ہی نہ تھا۔ مجھکو خلوت میں ان کی خاص صحبتیں میسر ہوئیں۔ ذات بحبت کی نسبت کی توجّہ کرتے تھے۔ چنانچہ وہ بیخودی اور بیرنگی کی نسبت غلبہ کرتی تھی۔ اس نسبت کی اور دیگر شغل اور مراتب ذکر کی اجازت فقیر کو دی۔ اس کے بعد کچھ مدت تک وہ نسبت غالب رہی اور اس کے بعد کبھی کبھی غلبہ کرتی رہی۔

نیز شاہ مرتضیٰ ساکن سکندرہ کے خادموں میں سے اکبرآباد میں شاہ مشتاق مجذوب رہتے ان سے ملا۔ ہروقت اپنے حال میں غرق رہتے تھے اور ہروقت زمین پر لیٹے رہتے تھے۔ اور کبھی اُٹھتے تھے اور پانی اور روٹی کا ٹکڑہ کھاتے تھے اور وہ بھی ایک مہینے یا نصف ماہ میں ورنہ نہیں مانگتے تھے اور دائم الاستغراق اور دائم السکر رہتے تھے۔ اور کبھی کبھی کسی مجذوبانہ طریق پر کلام کرتے تھے لیکن باطن کا اثر اور جذبہ مجھپر ظاہر نہیں ہوا اور مجذوبوں سے فائدہ بھی کم ہی ہوتا ہے اور کثرت سے دیگر سالکوں بزرگوں اور مجذوبوں اور صالحین اور مرتاض لوگوں کی زیارات حاصل ہوئیں۔ سب مہربانی سے پیش آتے تھے اور جسقدر قسمت میں تھا کچھ نہ کچھ حاصل ہوتا رہا۔ اور میری دلی مراد پوری نہ ہوئی پر نہ ہوئی۔ فرد

همه شب بزاریم شد که صبا نداد بوئے
ندمید صبح بختم چه گناه نهم صبا را

پھر حضرت خواجہ معین الدین چشتی علیہ الرحمۃ کے مزار پر اجمیر میں گیا۔ کچھ دن اجمیر میں کاٹے۔ آپ نے باطن میں مہربانی فرمائی اور بڑی توجہیں عنایت کیں میں پھر جب جہان آباد میں لوٹا تو خواجہ قطب الدین کے مزار پر چند مدت گزاری اُنھوں نے عنایتیں اور مہربانیاں کیں۔ دوسرے بزرگوں کے مزار پر بھی کچھ مدت رہا۔ پھر پشاور کو واپس ہوا۔ حضرت سید محمد گیسو دراز ساکن شاہ جہان آباد کی اولاد میں سے میر سید بد اللہ نام ایک بزرگ میرے دوست تھے۔ نوکری اور سپاہ گری کرتے تھے۔ بہادر شاہ کے ساتھ پشاور میں آئے۔ علم تصوف اور حقائق و معارف کے بیان میں ماہر کامل تھے چنانچہ فصوص الحکم و فتوحات مکی اور دوسری تصوّف کی کتابیں انہیں ازبریاد تھیں۔ اور شیخ محمد اعظم درویش ساکن دکن فوجی ملازمت کے سلسلے میں تھے۔ عموماً میر سید بد اللہ اور یہ دونوں ملکر فائدہ اُٹھاتے تھے۔ یہ تصوّف کی کتابوں میں پوری مشق رکھتے تھے اس نے بھی شیخ مذکور سے فائدہ اُٹھایا تھا مجھے ان دوستوں سے بھی ملاقات کا موقعہ ملا اگر ان دوستوں میں عمل اور حال کے متعلق کچھ معلوم نہیں ہوا تو ممکن ہے مجھکو معلوم نہ ہوا ہو لیکن ان میں ہو۔ ہاں حقائق و معارف کے مقدمات کے بیان اور تصوّف کی کتابوں میں تو یہ بے نظیر تھے۔ میں بھی ان دونوں فصوص کا مطالعہ کیا کرتا تھا اور جب کبھی کوئی مشکل پیش آتی ان عزیزوں کے پاس بیان کرتا اور شافی جواب پاتا۔ چنانچہ تمام فصوص کا دوبارہ مطالعہ ہوا اور خدا کے فضل سے اپنی سمجھ اور لیاقت کے مطابق سمجھا گیا لیکن دو مقام میں شبہ باقی رہا۔ ایک تو وجود مطلق کی تحقیق اور اس سے کثرت کے ظاہر ہونے کی کیفیت۔ دوسرا خاتم الاولیاء کا مسئلہ (جیسا کہ شیخ کہتا ہے کہ خاتم الانبیاء بھی مرتبہ ولایت میں خاتم الاولیاء سے فیض حاصل کرتا ہے) میری سمجھ میں نہیں آیا۔ آخر ایک رات حضرت شیخ ابن عربی اور شیخ صدر الدین قونوی کو جو کہ شیخ اکبر کے اجل اصحاب میں سے تھا معہ مولوی جامی کے خواب میں دیکھا۔ خدا ان سب پر اپنی رحمت کرے جنہوں نے ان دونوں مسئلوں کو خاکسار کے سامنے حل کر کے بیان کر دیا اور سمجھا دیا۔ جب میں جاگا پوری تسلی حاصل تھی۔ بلکہ اس خواب کے ذریعہ جو قضیہ علم میں وارد ہوتا ہے ایسا صاف

ہوجاتا ہے کہ اسکی تصویر آنکھوں کے آگے آجاتی ہے۔ اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا اپنے وجدان سے حاصل ہوا ہے۔ پس بزرگوں کے باطن سے اس علم کے مسئلے ایسے واضح ہوگئے کہ اب ذرہ بھی شبہ باقی نہیں ہے۔ اور جو شخص ان مسئلوں میں تصرف کرتا ہے اُسکا منشار شبہ بھی سمجھ میں آجاتا ہے کہ یہ بے سمجھی کے باعث ہے اور فوراً اسکا جواب بھی سوجھ جاتا ہے ذرا بھی سوچنے کی ضرورت نہیں پڑتی گویا اس علم کے مسئلے حاضر ہیں۔ چنانچہ اس علم میں کئی رسالے بھی لکھے گئے۔ ان میں سے ایک اسرار التوحید نام عربی میں ایک کلاں رسالہ ہے اور دوسرا فارسی رسالہ تصوف میں ہے اور بعض وجدانی حقائق بھی درج کیئے گئے۔ اور ایک اَور رسالہ جسمیں طریق تحصیل طریقت درج ہے لکھا گیا۔ اور اب تو ان مسئلوں کے بیان کرنے اور لکھنے سے طبیعت سیر ہوگئی ہے۔ ہاں کوئی قابل آدمی ملے یا کوئی طالب صادق اِس علم کے سمجھنے والا آجاوے تو اُسے کچھ بتلایا جاوے گا۔ اور اگرچہ علم الیقین اور عین الیقین سے تو معلوم ہوگیا لیکن ذوقی علم اور حق الیقین کے درجے ابھی بہت ہیں۔ آرزو ہے کہ اعلےٰ درجہ پر پُہنچے۔ واللہ الموفق۔ اور پیروں کا شجرہ بھی اس طریق پر لکھا گیا ہے فقط

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہٖ محمد و آلہٖ واصحابہٖ اجمعین۔

قال اللہ تعالےٰ۔ قل لا اسئلکم علیہ اجراً الا المودۃ فی القربیٰ وقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم مثل اولادی کمثل سفینۃ نوحٍ من رکبھا نجے ومن تخلف عنھا ھلک۔

اس کے بعد خاکسار سید محمد غوث عرض پرداز ہے کہ خاکسار نے طریقہ عالیہ قادریہ کی اجازت اور اس کا خرقہ اپنے والد سید حسن سے حاصل کیا اور اُنہوں نے اپنے والد حضرت سید عبداللہ سے اور اُنہوں نے اپنے والد سید محمود سے اور اُنہوں نے اپنے والد حضرت سید عبدالقادر سے اور اُنہوں نے اپنے والد حضرت سید عبدالباسط سے اور اُنہوں نے اپنے والد حضرت سید حسین سے اور اُنہوں نے اپنے والد حضرت سید احمد سے اور اُنہوں نے

اپنے والد حضرت سید شرف الدین قاسم سے اور اُنھوں نے حضرت سید شرف الدین یحیی سے اور اُنھوں نے اپنے والد حضرت سید بدر الدین حسن سے اور اُنھوں نے اپنے والد حضرت سید علاء الدین اعلیٰ سے اور اُنھوں نے اپنے والد حضرت سید شمس الدین محمد سے اور اُنھوں نے اپنے والد حضرت سید شرف الدین یحیی سے اور اُنھوں نے اپنے والد حضرت سید شہاب الدین احمد سے اور اُنھوں نے اپنے والد حضرت سید ابو صالح النصر سے اور اُنھوں نے اپنے والد حضرت سید عبد الرزاق سے اور اُنھوں نے اپنے والد قطب ربانی محبوب سبحانی حضرت سید عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ سے اور اُنھوں نے شیخ ابو سعید بن مبارک المخرومی سے اور اُنھوں نے حضرت شیخ ابو الحسن علی الہنکاری سے اور اُنھوں نے حضرت شیخ ابو الفرح الطرطوسی سے۔ اور اُنھوں نے شیخ ابو بکر شبلی سے اور اُنھوں نے حضرت جنید بغدادی سے اور اُنھوں نے حضرت شیخ سری سقطی سے اور اُنھوں نے حضرت شیخ معروف کرخی سے اور اُنھوں نے حضرت شیخ داؤد طائی سے اور اُنھوں نے حضرت شیخ حبیب عجمی سے اور اُنھوں نے حضرت شیخ حسن بصری سے اور اُنھوں نے سید الاولیاء مظہر العجائب والغرائب امیر المومنین حضرت علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہ سے اور اُنھوں نے سید المرسلین وخاتم النبیین جناب حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

اور نیز حضرت معروف کرخی نے حضرت امام علی ابن موسیٰ الرضا سے اور اُنھوں نے اپنے والد حضرت امام موسےٰ کاظم سے اور اُنھوں نے اپنے والد امام جعفر صادق سے اور اُنھوں نے اپنے والد امام محمد باقر سے اور اُنھوں نے اپنے والد امام زین العابدین سے اور اُنھوں نے اپنے والد حضرت امام حسین علیہ السلام شہید کربلا سے اور اُنھوں نے اپنے والد حضرت علی مرتضےٰ کرم اللہ وجہ سے اور اُنھوں نے جناب حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علےٰ آلہ واصحابہ وسلم سے۔

اور نیز حضرت محبوب سبحانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے سالکی فیض اور کمال

اپنے والد حضرت سید ابو صالح موسےٰ جنگی دوست سے حاصل کیا۔ اور اُنہوں نے اپنے والد حضرت سید یحییٰ زاہد سے اور اُنہوں نے اپنے والد حضرت سید شمس الدین محمد ذاکر سے اور اُنہوں نے اپنے والد حضرت سید ابی بکر سے اور اُنہوں نے اپنے والد حضرت سید موسےٰ ثانی سے اور اُنہوں نے اپنے والد حضرت سید عبداللہ صالح سے اور اُنہوں نے اپنے والد حضرت سید موسےٰ الجون سے اور اُنہوں نے اپنے والد حضرت سید عبداللہ محض سے اور اُنہوں نے اپنے والد حضرت سید حسن مثنیٰ سے اور اُنہوں نے اپنے والد حضرت امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے اور اُنھوں نے اپنے والد ماجد علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہ سے اور اُنھوں نے جناب حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی والدہ ماجدہ کا نسب نامہ حسب ذیل ہے:۔

آپ کا اسم شریف حضرت ام الخیر فاطمہ بنت حضرت سید عبداللہ صومعی بن حضرت ابو محمد سید احمد بن حضرت ابو محمد سید طاہر بن حضرت ابو عطا سید عبداللہ بن حضرت ابو کمال سید علی بن حضرت سید علاء الدین بن حضرت سید ابو عبداللہ سید محمد بن حضرت امام جعفر صادق بن حضرت محمد باقر بن حضرت امام زین العابدین بن حضرت امام حسین بن حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہ ؁

خاکسار کی والدہ کے بھائی سید عباس کا نسب نامہ حسب ذیل ہے:۔

سید عباس بن حضرت سید جمال بن حضرت سید عبدالوہاب بن حضرت سید مصطفےٰ بن حضرت سید علی بن حضرت سید قنبر بن حضرت سید احمد یوسف

بن حضرت سید احمد نوربخش بن حضرت سید احمد بنعیم بن حضرت سید شاہ محمد فائق
بن حضرت حامد بن حضرت سید محمد بن حضرت سید حسام بن حضرت سید
شاہ ناصر خسرو بن حضرت سید جلال گنج العلم بن حضرت سید امیر علی الثالث
بن حضرت سید ابوالحسن علی بن حضرت سید عبداللہ ثانی بن حضرت
علی الصالح بن حضرت سید عبداللہ اعرج بن حضرت سید حسین اصغر بن
بن حضرت امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ وعنہم اجمعین

برحمتک یا ارحم الراحمین ؕ

حیاتِ جاودانی

یعنی

مناقب و حالات حضرت محبوب سبحانی قطب ربانی شیخ عبدالقادر گیلانی قدس سرہٗ بزبان اردو

یہ کتاب نایاب جو حضرت غوث صمدانی قطب ربانی محی الدین سید شیخ عبدالقادر گیلانی کے حالات و کرامات و مناقب میں جامع ہے عربی کتاب قلائد الجواہر فی مناقب شیخ عبدالقادر مطبوعہ مصر کا نہایت سلیس بامحاورہ اردو ترجمہ ہے اس کتاب میں حضرت موصوف کے بچپن سے لیکر اخیر تک کے کل حالات معہ کراماتِ عالیہ نہایت تفصیل کے ساتھ درج ہیں۔ آپکے علم و فضل کے حالات۔ آپکے مدرسہ کی کیفیت آپکے یاران صحبت کے سوانح اور اُن بزرگوں کے حالات جو آپکے زمانہ میں اولیائے کرام میں سے تھے نیز آپکے شاگردوں کے حالات اور اُن لوگوں کا ذکر جنکو جناب عالی مقام سے فیض باطنی نصیب ہوا ہے آپکے فرزندان عالیمقام کے حالات اور شجرۂ انساب اس کے علاوہ دیا گیا ہے اس سے پہلے آجتک اردو زبان میں کوئی جامع کتاب نہیں۔ لہذا بپاس خاطر عاشقان جناب غوث اعظم و طالبان جمال محبوب ربانی غوث الثقلین سید عبدالقادر گیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے اس بیش بہا کتاب کو عربی سے اردو میں بصرف زر کثیر ترجمہ کرایا گیا ہے۔ کتاب کی خوبی کاغذ کی عمدگی چھپائی کی صفائی دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے قیمت ... عہ

المشتہر

کمترین نیاز آگین فضل الدین ککے زئی تاجر کتب قومی مالک اخبار رفعت بازار کشمیری لاہور

تحجّت الاسرار

یہ رسالہ بھی حضرت سلطان باھُو قدس سرہُ العزیز کی تصنیف ہے جس کا نہایت عمدہ ترجمہ اردو میں کیا گیا ہے اسمیں مندرجہ ذیل مضامین ہیں۔ حمد۔ نعت۔ انسان کامل کا بیان۔ معرفت الٰہی کا ذکر اور اُسکے شروط۔ ہمزاد کرکے ہر بلاس دور ہوتی ہے۔ خدا تعالےٰ کا بندہ سے نزدیک ہونا۔ علم کا راہ اور مرشد کا راہبر ہونا۔ خدا تعالےٰ کی معصیت میں اطاعت نہیں۔ اہل علم اور اہل فقر کا بیان۔ کامل ناقص فقیر۔ خدا تعالےٰ کی نشانوں میں غور کرو اور اسکی ذات میں غور نہ کرو۔ جب شیخ خدا کو بیگانہ رکھے ہے تو وہ اُس کا جواب دیتا ہے شیطان جناب سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صورت نہیں بن سکتا۔ طالب کسی اور کا محتاج نہیں ہوتا۔ اہل دیدار و طالب وصال کا بیان۔ فقر فخر جناب سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فخر تھا۔ حضرت خضر و حضرت موسےٰ علیہ السلام کا واقعہ۔ خدا تعالےٰ نے سب کو اپنی عبادت کیلئے پیدا کیا ہے۔ اہل علم اور اہل فقر کی مثال وسیلہ کی فضیلت۔ فقیر کامل کوئی خلاف شرع کے کام نہ کرنا۔ ذکر قلبی اور روحی کی مراتب کے ذکر۔ ذکر اللہ کا تمام وجود میں جاری ہونا۔ ذکر روحی کا بیان اور اسکی مثال۔ فقیر ہمیشہ شریعت پر ثابت قدم رہتا ہے۔ نفس کے اقسام اور اسکی تفصیل خدا تعالےٰ تمہارے دلوں کو دیکھتا ہے۔ اعمال کو نہیں دیکھتا۔ مرشد کامل کا صاحب حضور ہونا۔ عمل کیلئے ایک شخص کی ضرورت ہے۔ علم لدنی کی اصلیت اور اسکا حصول اہل علم کی نظر سبب پر اور اہل فقر کی نظر مسبب پر ہوتی ہے۔ مراقبہ کا بیان۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کافر کو سر پر نہیں ڈالی اور اُنہوں نے آپ کو نہ دیکھا۔ علم ظاہری اور اسم اعظم کا بیان۔ فقیر اور زاہد کی حکایت۔ نفس امارہ کی مخالفت۔ نفس کے اقسام۔ خاتمہ کتاب۔ قیمت پانچ آنے ۔۔ ۔۔ ۵ر

کلید التوحید

یہ رسالہ سراپا برکت تصنیف لطیف حضرت سلطان باھُو قدس سرہُ العزیز سے ہے مصنف علیہ الرحمۃ نے اس رسالہ کی نسبت دیباچہ میں تحریر کیا ہے کہ اگر کوئی شخص اس سراپا رحمت رسالہ کو بغور پڑھے اور اس پر عمل کرے۔ اگر بے علم ہو تو عالم با عمل ہو۔ اگر ناقص ہو تو پیر طریقت بنے۔ اگر فقیر ہو تو غنی بنے مصنف علیہ الرحمۃ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ یہ گنجینہ اسرار الٰہی بحکم خدا و الہام اور بحکم جناب سرور کائنات لکھا گیا ہے اور اسی وجہ سے اس کا نام کلید التوحید رکھا گیا۔ اس میں جو جو عالی مضامین ہیں اُن کی فہرست ملاحظہ ناظرین کیلئے درج ذیل کیجاتی ہے۔ حمد۔ نعت۔ رسالہ کے لکھنے کا سبب۔ اسکا نام۔ اسکا مقاصد ارواح مقدسہ سے ملاقات کرنا۔ دوسرے کو نصیحت کرنے اور اپنے نفس کو بھول جانے کی مذمت۔ مرشد ناقص اور مرشد کامل کا بیان نفس امارہ کی سرکشی اور اسکا علاج۔ انسان کے وجود میں مقامات نفس اور مقامات روح و سر وغیرہ کیونکر پہچانے جاسکتے ہیں نفس مطمئنہ اور نفس امارہ کا بیان۔ مرشد کامل میں کن باتوں کا ضروری ہونا طریقہ قادریہ کا پہلا سبب۔ کن نیکیوں کی شرح اور کل ارواح کی پیدائش کا حال۔ سب سے پہلے نفس امارہ کی شیطان نے پیروی کی۔ مقام جمعیت کی شرح۔ مراتب درویش و مراتب فقیر۔ اسم اللہ کی تاثیر انسان کے وجود میں کب ہوا کرتی ہے۔ سالک کے دل میں خطرات بد کا پیدا ہونا۔ نفس و ارواح کی مثال۔ توبہ کرکے گناہ سے پاک ہونا اور حقیقت ہدایت کرنا خدا کا کام ہے۔ مگر انسان کو کوشش کرنی ضروری ہے۔ معرفت الٰہی میں کونسا سبق کھنا چاہئے۔ مجلس محمدی میں پہنچنے سے طالب پر مصطفٰی کی توجہ (مجلس محمدی میں پہنچکر جناب سے تلقین پاکر مراتب مرشدی حاصل کرنا اور رجعت سے محفوظ رہنا) طالب کو جب کسی ضرورت دینی و دنیوی در پیش ہو تو اُسے کیا کرنا چاہئے۔ مراقبہ کا بیان اور اُس کے اقسام۔ اسم ہُو سے چار ذکر کا حاصل ہونا۔ نور ہدایت کیونکر حاصل ہوتا ہے۔ کن کن لوگوں پر شیطان کو قدرت نہیں اور کن کن پر وہ غالب رہتا ہے۔ خاتمہ کتاب۔ قیمت چھ آنے ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۶ر

مثنوی تحفۃ العاشقین معہ تحفۃ العارفین

یہ دونوں کتابیں سالک حق پرست متبع سنت والجماعت حضرت شاہ عبد الصمد قدس سرہ نقشبندی مجددی کی تصنیف لطیف ہیں جو کہ اردو زبان میں سراپا برکت اور رحمت ہیں۔ چنانچہ مشہور ہے کہ حضرت مصنف کو ان کتب کی تصنیف کیلئے خواب میں جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم سے ارشاد ہوا تھا۔ اور یہی وجہ ہے کہ مقبول عام و خاص و مستند ہو گئی ہیں۔ دونوں کتابیں نہایت اعلٰے درجہ کے کاغذ پر خوشخط چھاپی گئی ہیں۔ قیمت بارہ آنے ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۱۲ر

تحفہ قادریہ بزبان اُردو

اس بابرکت میں حضرت شاہ ابو المعالی رحمۃ اللہ لاہوری نے جو عاشق جناب سید عبد القادر جیلانی کے ہیں۔ جناب غوث پاک کے مناقب و کرامات کو نہایت معتبر روایات سے عجیب دلکش اور پیارے طریق سے قلمبند فرمایا ہے اور تحریر و عبارت میں جناب علیہ الرحمۃ نے اپنے جوش عشق اور ربانی کا نہایت پر درد الفاظ میں ثبوت دیا ہے جس کے مطالعہ سے انسان پر فوری اثر نمودار ہوتا ہے۔ اس کتاب کو طالبان مولا کی خاطر نہایت عام فہم اردو میں ترجمہ کیا گیا ہے اور بہت بڑی کوشش سے چھاپا گیا ہے۔ قیمت چھ آنے ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۶ر

جذب الاصفیا

الیٰ

فضائل المصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم

یعنی جناب سید [illegible] کے مختصر فضائل پر ایک صوفیانہ قرآن و حدیث کی تلخیص مصنف صاحب نے آنحضرت صلوٰۃ اللہ علیہ کے [illegible] ثابت کیا ہے عاشقان رسول کریم کے لئے ایک نہایت مستند اور اعلےٰ درجہ کی کتاب لاجواب ہے [illegible] ملاحظہ کریں۔ قیمت چار آنے ... ... ۴؍

القول المقبول

فی

علم غیب الرسول

یعنی جناب نبی عربی فداہ روحی امی و ابی صلے اللہ علیہ وسلم کے عالم الغیب ہونے پر ایک محققانہ اور مصدقہ قرآن و احادیث صحیحہ سے ثبوت مصنف صاحب نے اس بات کو نہایت عمدہ اور واضح طور پر قرآن و احادیث سے ثابت کیا ہے کہ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کو علم غیب حاصل تھا بہت قابل دید لاجواب کتاب ہے۔ نہایت اعلےٰ درجہ کے سفید کاغذ پر خوشخط چھپ کر تیار ہے۔ قیمت آٹھ آنے ... ... ۸؍

حیاتِ جاودانی

یعنی

مناقب و حالات حضرت محبوب سبحانی شیخ عبدالقادر گیلانی رحمۃ اللہ علیہ بزبان اردو

یہ کتاب نایاب حضرت غوث صمدانی قطب ربانی محی الدین سید شیخ عبدالقادر گیلانی کے حالات و کرامات و مناقب میں جامع ہے۔ عربی کتاب قلائد الجواہر فی مناقب شیخ عبدالقادر جو مصر کی [illegible] نہایت سلیس با محاورہ اردو ترجمہ ہے۔ اس کتاب میں حضرت موصوف کے بچپن سے لیکر آخر عمر تک کل حالات مع کرامات عالیہ نہایت تفصیل کے ساتھ درج ہیں۔ آپکے علم و فضل کے حالات آپ کی [illegible] کی کیفیت آپکے یاران صحبت کے سوانح اور ان بزرگوں کے حالات جو آپکے زمانہ میں اولیائے کرام میں سے تھے۔ نیز آپکے شاگردوں کے حالات جو آپ کے زمانہ میں اولیائے کرام میں سے تھے۔ نیز آپکے شاگردوں کے حالات اور ان لوگوں کا ذکر جنکو جناب عالیمقام سے فیض باطنی نصیب ہوا ہے۔ آپ کے فرزندان عالیمقام کے حالات اور شجرہ انساب اس کے علاوہ دیا گیا ہے اس سے پہلے آج تک اردو زبان میں کوئی جامع کتاب نہیں۔ لہذا بپاس خاطر عاشقان جناب غوث اعظم و طالبان جمال محبوب ربانی غوث الثقلین سید عبدالقادر گیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے اس بیش بہا کتاب کو عربی سے اردو میں بصرف زر کثیر ترجمہ کیا گیا ہے۔ کتاب کی خوبی کتابت کی عمدگی چھپائی کی صفائی دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے۔ قیمت ایک روپیہ ... ... عہ؍

دریائے حقیقت

یعنی پنجابی دوہڑے ہاشم شاہ۔ یہ کتاب آشنایان بحر حقیقت و واقفان رموز حقیقت۔ شناوران دریائے توحید و عاشقان الٰہی کے لئے درد و بھرے جواہرات کے ٹکڑے ہیں۔ قیمت دو آنے ... ... ۲؍

المشتہر

کمترین نیاز آگین فضل الدین ککے زئی تاجر کتب قومی مالک اخبار اشاعت بازار کشمیری لاہور